بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 48

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

ہفت روزہ
بدر
قادیان

The Weekly BADR Qadian

شمارہ 21

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

11 صفر 1420 ہجری 27 ہجرت 1378 ہش 27 مئی 1999ء

لندن 22 مئی (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہیں۔ ان دنوں حضور جرمنی کے ذیلی تنظیموں کے سالانہ اجتماعات میں شرکت فرمارہے ہیں۔ حضور نے 20 مئی کو جرمن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے شہداء کے ذکر خیر کو جاری رکھا۔

پیارے آقا کی صحت و تندرستی لمبی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں جاری رکھیں۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا في عمره و امره۔

نماز سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں اس میں حمد الٰہی ہے استغفار ہے اور درود شریف

☆☆☆☆ تمام وظائف اور اوراد کا مجموعہ یہی نماز ہے ☆☆☆☆

اس سے ہر قسم کے غم وہم دور ہوتے ہیں اور مشکلات حل ہوتی ہیں

ارشاد باری تعالیٰ:

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلٰوٰتِ والصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (بقرہ آیت ۲۳۹)

ترجمہ: تم (تمام) نمازوں کا اور (خصوصاً) درمیانی نماز کا پورا خیال رکھو اور اللہ کیلئے فرماں بردار ہو کر کھڑے ہو جاؤ۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

عن جابر رَضِىَ اللّٰهُ عنهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كمَثَلِ نَهْرٍ جارٍ غَمْرٍ عَلٰى بَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوم خَمْسَ مَرَّاتٍ (مسلم)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ نمازوں کی مثال اس لبالب نہر کی سی ہے جو تم میں سے کسی کے دروازہ کے پاس بہہ رہی ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ دفعہ غسل کرے۔ (یعنی جس طرح اس شخص کے جسم میں کوئی میل باقی نہیں رہ سکتی اسی طرح پانچ وقت کی نماز روحانی پاکیزگی کی ضامن ہے)

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام:

"نماز ہر ایک مسلمان پر فرض ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قوم اسلام لائی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہمیں نماز معاف فرمادی جائے کیونکہ ہم کاروباری آدمی ہیں مویشی وغیرہ کے سبب سے کپڑوں کا کوئی اعتماد نہیں ہوتا اور نہ ہمیں فرصت ہوتی ہے تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ دیکھو جب نماز نہیں تو ہے ہی کیا؟ وہ دین ہی نہیں جس میں نماز نہیں۔ نماز کیا ہے؟ یہی کہ اپنے عجز و نیاز اور کمزوریوں کو خدا کے سامنے پیش کرنا اور اس سے اپنی حاجت روائی چاہنا۔ کبھی اس کی عظمت اور اس کے احکام کی بجا آوری کے واسطے دست بستہ کھڑا ہونا اور کبھی کمال مذلت اور فروتنی سے اس کے آگے سجدہ میں گر جانا اس سے اپنی حاجات کا مانگنا ہی نماز ہے۔ ایک سائل کی طرح کبھی اس مسئول کی تعریف کرنا کہ تو ایسا ہے تو ایسا ہے اس کی عظمت و جلال کا اظہار کر کے اس کی رحمت کو جنبش دلانا پھر اس سے مانگنا۔ پس جس دین میں یہ نہیں وہ دین ہی کیا ہے انسان ہر وقت محتاج ہے اس سے اس کی رضا کی راہیں مانگتا رہے اور اس کے فضل کا اس سے خواستگار ہو ... خدا تعالیٰ کی محبت اسی کا خوف اسی کی یاد میں دل لگا رہنے کا نام نماز ہے اور یہی دین ہے۔ (ملفوظات جلد پنجم)

"نماز سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں کیونکہ اس میں حمد الٰہی ہے۔ استغفار ہے اور درود شریف۔ تمام وظائف اور اوراد کا مجموعہ یہی نماز ہے اور اس سے ہر قسم کے غم وہم دور ہوتے ہیں اور مشکلات حل ہوتی ہیں.....

نماز کو سنوار سنوار کر اور سمجھ سمجھ کر پڑھو اور مسنون دعاؤں کے بعد اپنے لئے اپنی زبان میں بھی دعائیں کرو اس سے تمہیں اطمینانِ قلب حاصل ہوگا اور سب مشکلات خدا تعالیٰ چاہے گا تو اس سے حل ہو جائیں گی نماز یادِ الٰہی کا ذریعہ ہے اسی لئے فرمایا: اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ (ملفوظات جلد پنجم)

"ایک مرتبہ میں نے خیال کیا کہ صلوٰۃ میں اور دعا میں کیا فرق ہے حدیث میں آیا ہے کہ الصَّلٰوةُ هِىَ الدُّعَاءُ والصَّلٰوة مُخُّ الْعِبَادَةِ یعنی نماز ہی دعا ہے۔ نماز عبادت کا مغز ہے۔ جب انسان کی دعا محض دنیوی امور کیلئے ہو تو اس کا نام صلوٰۃ نہیں لیکن جب انسان خدا کو ملنا چاہتا ہے اور اس کی رضا کو مدنظر رکھتا ہے اور ادب، انکسار، تواضع اور نہایت محویت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہو کر اس کی رضا کا طالب ہوتا ہے تب وہ صلوٰۃ میں ہوتا ہے۔ اصل حقیقت دعا کی وہ ہے جس کے ذریعہ سے خدا اور انسان کے درمیان رابطہ تعلق بڑھے۔ یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے اور انسان کو نامعقول باتوں سے ہٹاتی ہے اصل بات یہی ہے کہ انسان رضائے الٰہی کو حاصل کرے اس کے بعد روا ہے کہ انسان اپنی دنیوی ضروریات کے واسطے بھی دعا کرے یہ اس واسطے روا رکھا گیا ہے کہ دنیوی مشکلات بعض دفعہ دینی معاملات میں حارج ہو جاتے ہیں۔ خاصکر خامی اور کج پنے کے زمانہ میں یہ امور ٹھوکر کا موجب بن جاتے ہیں۔ صلوٰۃ کا لفظ پُر سوز معنے پر دلالت کرتا ہے جیسے آگ سے سوزش پیدا ہوتی ہے ویسی ہی گدازش دعا میں پیدا ہونی چاہئے۔ جب ایسی حالت کو پہنچ جائے جیسے موت کی حالت ہے تب اُس کا نام صلوٰۃ ہے"۔ (ملفوظات جلد ہفتم)

واقفین نو کو بچپن ہی سے متقی بنائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"واقفین نو کی جو فوج ہے اس پر آئندہ بیس سال تک بہت بڑی ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں اور اس پہلو سے میں جماعت کے اس حصے کو نصیحت کرتا ہوں جس کو خدا تعالیٰ نے وقف نو میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائی کہ وہ تحریک جدید کی ہدایات کے مطابق اپنے بچوں کی تیاری میں پہلے سے زیادہ بڑھ کر سنجیدہ ہو جائیں۔ اور بہت کوشش کر کے ان واقفین کو خدا تعالیٰ کی راہ میں عظیم الشان کام کرنے کیلئے تیار کرنا شروع کریں۔ فرمایا یہ بچے قربانی کے مینڈھے سے بہت زیادہ عظمت رکھتے ہیں اور ان کے ماں باپ کو اس سے بہت زیادہ محبت سے ان کو خدا کے حضور پیش کرنا چاہئے جتنی محبت سے خدا کی راہ میں بکرا ذبح کرنے والا اس کی تیاری کرتا ہے یا مینڈھے کی تیاری کرتا ہے۔ ان کا زیور کیا ہے؟ وہ تقویٰ ہے۔ تقویٰ ہی سے یہ سجائے جائیں گے۔ اس لئے سب سے زیادہ اہمیت اس بات کی ہے کہ ان واقفین نو کو بچپن ہی سے متقی بنائیں اور ان کے ماحول کو پاک اور صاف رکھیں۔ ان کے سامنے ایسی حرکتیں نہ کریں جن کے نتیجہ میں ان کے دل دین سے ہٹ کر دنیا کی طرف مائل ہونے لگ جائیں۔ ان پر اس طرح پوری توجہ دیں جس طرح ایک بہت ہی عزیز چیز کو ایک بہت عظیم مقصد کیلئے تیار کیا جارہا ہو۔ اور اس طرح ان کے دل میں تقویٰ بھر دیں کہ پھر یہ آپ کے ہاتھ میں کھیلنے کی بجائے براہِ راست خدا کے ہاتھ میں کھیلنے لگیں۔ اور جس طرح ایک چیز دوسرے کے سپرد کر دی جاتی ہے تقویٰ ایک ایسی چیز ہے جس کے ذریعے آپ یہ بچے شروع ہی سے خدا کے سپرد کر سکتے ہیں اور درمیان کے سارے واسطے اور سارے مراحل ہٹ جائیں گے۔ رسمی طور پر تحریک جدید سے بھی واسطہ رہے گا اور نظام جماعت سے بھی واسطہ رہے گا مگر فی الحقیقت بچپن ہی سے جو بچے آپ خدا کی گود میں لا ڈالیں خدا خود ان کو سنبھالتا ہے اور خود ہی ان کا انتظام فرماتا ہے خود ہی ان کی نگہداشت کرتا ہے"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر ۱۹۸۹ء)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لا اله الا الله محمد رسول الله

ہفت روزہ بدر قادیان **اداریہ** 27 مئی 1999ء

تبدیلیٔ مذہب پر بحث!

(۴)

تسلسل کیلئے دیکھیں بدر ۹۱-۵-۶

گزشتہ گفتگو میں ہم قرآن مجید کی تعلیم کی روشنی میں یہ بیان کررہے تھے کہ اسلام مذہب کے معاملہ میں جبر اور تشدد کے سخت خلاف ہے اسلام کے نزدیک جو چاہے خوشدلی سے اسلام قبول کرے اور جو چاہے انکار کردے آج کی گفتگو میں ہم کسی قدر تفصیل سے عرض کریں گے کہ اسلام نے ان لوگوں کے متعلق کیا۔ تعلیم دی ہے جو اسلام لانے کے بعد اس سے انکار کر کے مرتد ہو جائیں یا تبدیلیٔ مذہب کرلیں۔

قبل اس کے کہ اس تعلق میں ہم قرآن مجید کی تعلیم پیش کریں ہم عرض کرنا چاہتے ہیں کہ مذاہب کی تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی کوئی نیا مذہب خدا کی طرف سے آیا ہے۔ گزشتہ مذہبی ٹھیکیداروں نے اس مذہب کے قبول کرنے والوں پر نہ صرف تشدد کیا ہے بلکہ جبراً انہیں قبول مذہب سے روکا بھی ہے۔

گزشتہ مضامین میں ہم ہندوؤں کی طرف سے بدھوں اور جینیوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کا مستند حوالوں سے تذکرہ کرچکے ہیں آج کی گفتگو میں ہم بتاتے ہیں کہ یہی حال ابتدائی دور کے ان یہودیوں کے ساتھ ہوا جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبول کرلیا تھا۔ اور یہی حال یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ماننے والوں کے ساتھ کیا چنانچہ ابتدائی دور میں عیسائی تین سو سال تک یہودیوں کے مظالم سے بچنے کیلئے غاروں میں چھپے رہے۔ اور پھر یہی حال آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ کا ہوا جنہیں کفار نے اسلام چھوڑنے اور سابقہ مذہب کی طرف لوٹنے پر مجبور کیا اور اس کیلئے مسلمانوں کو طرح طرح کی جسمانی اذیتیں دیں اور یہی حال آپ (آنحضرت ﷺ) کے غلام صادق حضرت امام مہدی علیہ السلام اور آپ کی جماعت کے ساتھ ہو رہا ہے جس کی کسی قدر جھلک ہم گزشتہ قسط میں پیش کر آئے ہیں۔

مذہب کی یہ مذکورہ تاریخ جس کا ذکر ہم کررہے ہیں۔ آجکل جسقدر بھی مذہبی صحائف موجود ہیں وہ اس بنیادی حقیقت کی وضاحت کے سلسلہ میں بالکل خاموش ہیں لیکن قرآن مجید کا یہ احسان عظیم ہے کہ اس نے جسقدر انبیاء کا تذکرہ فرمایا ہے اُن کے تذکرہ میں ساتھ ہی اس بنیادی حقیقت کی بھی وضاحت فرمائی ہے کہ تمام انبیاء کو اُن کے مخالفین نے نہ صرف جبراً تبلیغ سے روکا بلکہ اُن کی ضمیر کے خلاف انہیں سابقہ مذہب پر لوٹانے کیلئے ان پر طرح طرح کے جسمانی تشدد کرتے ہوئے قتل کی دھمکیاں بھی دیں۔ اس تعلق میں چند ایک مثالیں نمونۃً ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق قرآن مجید کا فرمان ہے کہ ان کی قوم نے آپ کو کہا کہ تم اپنے دین سے خود بھی پھر گئے ہو اور دوسروں کا دین بھی تبدیل کررہے ہو اور کہا اے نوح اگر تو اس بات سے باز نہ آیا یعنی خود بھی ارتداد سے توبہ نہ کی اور لوگوں کو مرتد کرنے سے بھی نہ رکا تو تو ہمارے ہاتھوں سنگسار کیا جائیگا۔ (سورۃ الشعراء:۱۱۷)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی آپ کی قوم کے لوگوں نے کہا کہ یہ مرتد ہو گیا ہے چنانچہ قوم کے مذہبی ٹھیکیداروں نے فیصلہ کیا کہ آپ کو تبلیغ کرنے اور ارتداد اختیار کرنے کے جرم میں زندہ آگ میں جلا دیا جائے۔ (انبیاء ۶۹ تا ۷۱)

قرآن مجید فرماتا ہے یہی حال حضرت لوطؑ۔ حضرت صالحؑ اور حضرت شعیبؑ کے ساتھ ہوا بلکہ اس موقع پر حضرت شعیب علیہ السلام نے تو آزادی ضمیر کے حق میں نہایت عمدہ آواز بلند کی تھی فرمان الٰہی ہے۔

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا اَوْلَتَعُوْدُنَّ فِىْ مِلَّتِنَا قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ۔ (اعراف ۸۹)

یعنی شعیب کی قوم اور متکبر سرداروں نے کہا کہ اے شعیب ہم ضرور تجھے اور تجھ پر ایمان لانے والوں کو اپنی بستی سے نکال دیں گے سوائے اس کے کہ تم ہماری ملت میں واپس لوٹ آؤ۔ شعیبؑ نے کہا کہ اس کے باوجود بھی تم ہم پر زبردستی کرو گے کہ تم جانتے ہو کہ ہمارے دل تمہارے دین سے متنفر ہو چکے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب ہمارے دل تمہارے مذہب کو قبول کرنے کیلئے تیار ہی نہیں تو کیا آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کے خلاف پھر بھی تم ہم کو لوٹنے پر مجبور کرو گے۔ حضرت شعیبؑ کے درج ذیل قول کو بھی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِىْ مِلَّتِكُمْ کہ اگر ہم تمہارے دین کو ناپسند کرتے ہوئے قتل ہونے کے ڈر سے یا بستی کے نکالے جانے کے ڈر سے تمہارے مذہب میں لوٹ آئے تو سمجھو کہ ہم نے جان بوجھ کر اپنے اللہ پر جھوٹ باندھا۔

تمام انبیاء علیہم السلام میں سب سے بڑھ کر ارتداد کا الزام ہمارے سید و مولا حضرت محمد عربی ﷺ پر لگا تھا کفار مکہ نے آنحضرت ﷺ کو بھی مرتد قرار دیتے ہوئے آپ کو واضح طور پر اسلام چھوڑ دینے کا الٹیمیٹم دیا اس کیلئے اڑھائی سال تک شعب ابی طالب میں آپ کا محاصرہ ہوا آپ کو شہر بدر کرنے اور قتل کرنے کی دھمکیاں دی گئیں لیکن آپ نے جو آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کے سردار تھے اپنی جان کی بازی بھی لگا کر ہمیشہ مذہبی آزادی کے جھنڈے کو مضبوطی سے تھامے رکھا۔

اس مقام پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر قرآن مجید آزادی مذہب اور آزادی ضمیر کا علمبردار ہے تو پھر کیا مرتد کے قتل کے فتوے کس حد تک جائز اور درست ہیں۔ اس تعلق میں جب ہم قرآن مجید کی روشنی میں اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ قتل مرتد کے فتوے نہ صرف غلط بلکہ قرآن مجید کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ قرآن مجید میں کسی مقام پر بھی درج نہیں ہے کہ جو شخص اسلام لانے کے بعد انکار کردے یا مرتد ہو جائے تو اس کو قتل کردیا جائے۔ قبل اس کے کہ ہم مذکورہ غلط فتووں پر کسی قدر تبصرہ کریں ہم ذیل میں مرتدین اور ان کے تذکرہ پر مشتمل قرآن مجید کی بعض آیات درج کرتے ہیں۔

۱۔ فرمان الٰہی ہے۔ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوا وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ (البقرہ:۲۱۹)

ترجمہ: اور یہ لوگ اگر ان کی طاقت میں ہو تو تم سے لڑتے ہی چلے جائیں تاکہ تمہیں تمہارے دین سے پھرادیں اور جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا اور مر جائے گا اس حال میں کہ وہ کافر ہو تو ایسے لوگ وہ ہوں گے جن کے اعمال دنیا و آخرت میں ضائع ہو گئے اور یہ لوگ مرنے کے بعد آگ میں پڑنے والے ہیں اور اس میں دیر تک رہتے چلے جائیں گے۔

مذکورہ آیت میں صاف فرمایا کہ جو شخص بھی اسلام لاکر ارتداد کا اعلان کردے اور "فیمت وھو کافر" یعنی ارتداد کی حالت میں اس کی طبعی موت ہو جائے تو اس کی سزا جہنم ہے۔ یہاں ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ ارتداد اختیار کرنے کے بعد جب اس کو مسلمانوں کی طرف سے قتل کردیا جائے تو اس کی سزا جہنم ہے۔

۲۔ ایک اور مقام پر فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۔ (المائدہ ۵۵)

ترجمہ: اے ایماندارو جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا تو وہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی جگہ پر ایک ایسی قوم کو لے آئے گا کہ وہ اللہ سے پیار کرتے ہوں گے اور اللہ ان سے پیار کرتا ہو گا جو مومنوں پر شفقت کرنے والے ہوں گے اور انکار کرنے والوں کے مقابلہ پر سخت ہوں گے وہ اللہ کے راستہ میں جہاد بھی کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے ڈریں گے نہیں یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ وسعت بخشنے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

مذکورہ آیت میں بھی کہیں ذکر نہیں کہ ارتداد اختیار کرنے والے کو قتل کردیا جائے بلکہ فرمایا مرتدین کی ضرورت بھی نہیں اس کے مقابلہ پر اللہ ان سے بہتر لوگوں کو لے آئے گا۔

پھر ایک مقام پر بار بار ارتداد اختیار کرنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا (النساء آیت ۱۳۸)

کہ جو لوگ ایمان لائے پھر مرتد ہو کر انکار کردیا پھر ایمان لائے پھر انکار کردیا اور پھر اپنے انکار میں بڑھ کر یعنی ارتداد اختیار کر کے دین کی مخالفت میں شدت اختیار کرلی تو ایسے لوگوں کو کبھی بخشش نصیب نہیں ہو گی اور نہ ہی سیدھا راستہ ملے گا۔

مذکورہ آیت میں ایمان کے بعد بار بار ارتداد اختیار کرنے اور بالآخر ارتداد میں سختی اختیار کرنے کا ذکر ہے سوال یہ ہے کہ اگر ایک بار کوئی شخص ارتداد اختیار کرے اور اس کو قتل کر دینے کا حکم ہو اور وہ قتل بھی کردیا جائے تو پھر بار بار کیونکر ارتداد اختیار کر سکے گا۔

پس قرآن مجید کو آپ اول سے آخر تک پڑھ جایئے آپ کو کہیں ایک آیت یا آیت کا کوئی ٹکڑا ایسا بھی نہیں ملے گا جس میں ارتداد اختیار کرنے یا تبدیلیٔ مذہب کرنے والے کیلئے قتل کی سزا کا حکم ہو۔ مزید تفصیل کیلئے بدر کی اشاعت ۲۳/ اکتوبر ۹۷ سے ۱۵/ جنوری ۹۸ تک دس اقساط پر مشتمل حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مضامین "اسلام میں ارتداد کی سزا کی حقیقت" ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ آئندہ گفتگو میں ہم مرتدین کے متعلق مسلم علماء کے فتووں پر کسی قدر تبصرہ کریں گے انشاء اللہ (باقی)

(منیر احمد خادم)

خطبہ جمعہ

جہاں جہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ پھیل رہی ہے وہاں درود کو پھیلانے پر بہت زور دینے کی ضرورت ہے

درود کی برکت سے جماعت کو برکت ملے گی اور اس برکت میں سب سے بڑی برکت ان کی تربیت کی برکت ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۵ر مارچ ۱۹۹۹ء بمطابق ۵ر امان ۱۳۷۸ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد ان لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾

(سورۃ الاحزاب آیت ۵۷)

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر دُرود اور بہت بہت سلام بھیجو۔

اس آیت کریمہ کے ترجمہ میں اور اس کی تشریح کے تعلق میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "دنیا میں کروڑہا ایسے پاک فطرت گزرے ہیں اور آگے بھی ہونگے لیکن ہم نے سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ اور سب سے خوب تر اس مردِ خدا کو پایا ہے جس کا نام ہے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا"۔

آج انشاء اللہ تعالیٰ درود شریف کے متعلق احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات کے حوالے سے میں کچھ مضمون آپ کے سامنے پیش کروں گا لیکن اس سے پہلے ایک سابقہ خطبے کے تعلق میں ایک وضاحت کرنی چاہتا ہوں۔

میں نے ایک حدیث پڑھی تھی جس میں ذکر تھا اُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لئے غنائم حلال کر دی گئیں اور الفاظ ایسے تھے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس سے پہلے کبھی کسی نبی پر غنائم حلال نہیں کی گئیں اور اس بارے میں میں الجھن میں تھا۔ حدیث قطعی ہے کیونکہ بخاری کی بھی اور دوسری کتب میں بھی درج ہے اور بعینہٖ یہی الفاظ ہیں۔ اس لئے میں نے ایک صلائے عام دی تھی سب دوستوں کو کہ غور کر کے بتائیں کہ کیا بات ایسی ہے جو سمجھ میں نہیں آسکی مگر حدیث درست ہے اور یہ بات بھی قطعی طور پر درست ہے کہ قرآن کریم کی رو سے حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ پر یقیناً غنائم حلال کی گئی تھیں۔ پس قرآن کریم کی اس قطعی گواہی کے مخالف حدیث ہو ہی نہیں سکتی۔ ضرور کوئی بات سمجھنے سے رہ گئی ہے۔

اس ضمن میں بہت سے علماء نے بھی بہت خطوط لکھے اور طرح طرح کی توجیہات پیش کیں لیکن سب سے اعلیٰ اور عمدہ توجیہہ جو مجھے پسند آئی ہے اور بالکل دل میں کھُب گئی ہے وہ ہمارے ایک دوست عبد الرشید قریشی صاحب نے ناروے سے بھیجی ہے۔ اور یہ بالکل باقی حدیث کے الفاظ کے مطابق بات بنتی ہے۔ اس ساری حدیث نبوی کی روح یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی برکت سے تمام دنیا استفادہ کر رہی ہے اور تمام دنیا میں امت محمدیہ استفادہ کر رہی ہے۔ ہر جگہ مسجد بنائی جاسکتی ہے، ہر جگہ نماز پڑھی جاسکتی ہے تو حضور اکرمؐ کی عالمی حیثیت کی باتیں ہو رہی ہیں اس لئے غنائم میں بھی لازماً عالمی حیثیت کی بات ہو رہی ہے اور یہ واقعہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے پہلے کسی نبی کو بھی کُل عالم کے غنائم عطا کرنے کا نہ وعدہ ہے نہ ان کے لئے حلال تھیں کیونکہ حضرت داؤدؑ بھی ایک محدود قوم کے لئے تھے، حضرت سلیمانؑ بھی ایک محدود قوم کے لئے تھے اور ان دائروں میں ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے جس قسم کے جہاد کی اجازت تھی اس کے نتیجے میں جو غنائم میسر آتے تھے وہ استعمال کر سکتے تھے مگر اپنے دائرے سے باہر جا کر تمام دنیا میں ان کے غنائم حاصل کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس پہلو سے یکتا تھے اور یکتا ہیں اور یکتا رہیں گے اور یہ چھوٹی سی بات ایک گھنڈی جس کو کہتے ہیں، یہ اگر سمجھ آئی تو ناروے کے قریشی عبد الرشید صاحب کو سمجھ آئی۔ انہوں نے کہا کہ دیکھیں اس رنگ میں تو ساری حدیث کے مطابق مضمون بن رہا ہے۔ اب واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد جب کبھی بھی، جہاں کہیں بھی جہاد کی شرائط کے مطابق جہاد کی خدا تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کو اجازت ہوگی، اس میں کوئی قید نہیں ہے کہ وہ کس جگہ ہو دنیا کے پردے پر جہاں بھی ہو، وہاں غنائم آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس حدیث کے مطابق ان کے لئے حلال ہونگے۔ پس اللہ تعالیٰ قریشی عبد الرشید صاحب کو جزا دے کہ ایک ضروری مسئلہ کو حل کرنے میں انہوں نے ہماری مدد فرمائی۔

اب میں یہ جو درود شریف کا مضمون ہے اس کو شروع کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اقتباس کے بعد جو میں نے آپ کو پڑھ کے سنایا ہے۔ اب میں احادیث نبویہ میں سے کچھ ضروری متعلقہ احادیث آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اس مضمون پر بہت سی احادیث ملتی ہیں مگر بعض ایسی بھی ہیں جن کو سمجھنا عام قاری کے لئے مشکل ہوگا اور غلط خیالات دل میں پیدا ہو سکتے ہیں جن کو سمجھانے کے لئے مجھے بہت وقت چاہئے اور دقت کا سامنا ہوگا اس لئے ایسی احادیث جو زیادہ تشریح طلب ہیں ان کو میں نے الگ رکھ دیا ہے۔ ان کی صحت پر کوئی شک نہیں یقیناً وہ اعلیٰ درجہ کی کتب سے، اچھے راویوں سے مروی ہیں اس لئے ہمیں یہ حق تو نہیں ہے کہ ان کی صحت پر کسی قسم کی جرح کریں مگر مضمون اَدَق ہیں اور ان کا بیان کرنا ایک لمبے وقت کا تقاضا کرتا ہے اس لئے میں نے ان کو الگ رکھ دیا ہے۔ اب نسبتاً ہلکی پھلکی احادیث جو عام قاری کو جلد سمجھ آسکتی ہیں وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

سنن نسائی سے یہ حدیث لی گئی ہے عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْبَخِيْلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس میرا ذکر آئے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے وہ بڑا بخیل ہے۔ کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے اس پر اللہ تعالیٰ دس بار درود بھیجتا ہے۔

پہلی بات تو بخل کی اس لحاظ سے درست ہے کہ جس کے بے انتہا احسانات ہوں اس کا نام آنے پر اس پر درود نہ بھیجا جائے یہ قلب کی انتہائی خساست اور بخل پر دلالت کرنے والی بات ہے۔ یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ ایک شریف النفس انسان اپنے محسن کا ذکر آنے پر اس کو دعا نہ دے۔

چھوٹے چھوٹے گدا، در کے فقیر، ان کو بھیک مل جائے تو دعائیں دیتے جاتے ہیں تو جو سب سے بڑا محسن ہے جس کے احسانات کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اور بے انتہا ہیں ان کا ذکر آنے پر اگر تم دعا نہ دو تو حد سے زیادہ یہ بخل ہے۔ دوسرا پہلو اس کا آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ بیان فرمایا ہے کہ مجھ سے تو بخل تم کیا کر سکتے ہو مجھے کوئی بھی نقصان نہیں۔ تم اپنے خلاف بخل کرو گے کیونکہ وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کا کہ جو ایک درود بھیجے گا محمد رسول اللہ ﷺ پر میں اس کے مقابل پر، اس کے جواب میں اس پر دس درود بھیجوں گا۔ اب اس حدیث میں بھی ایک گہرا نکتہ ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے وصال کے بعد اب براہ راست فیض نہیں پہنچا سکتے سوائے اُس فیض کے جو آپ کی تعلیم اور سنت میں ہے وہ

الگ مسئلہ ہے وہ براہ راست ہر شخص کو پہنچتا ہے، پہنچتا رہے گا۔ لیکن دنیا بھر میں جہاں کوئی بھی سلام بھیج رہا ہے یا درود بھیج رہا ہے اس کو براہ راست حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فیض نہیں پہنچا سکتے سوائے اس کے کہ اللہ آپ کا حافظ و ناصر ہے، اللہ آپ کا نگران ہے، اللہ آپ کا وکیل ہے اور ہر ایسے شخص کو جزا دینا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف سے جزا دینا یہ اللہ کا کام ہے اور وہ یہ جزا ضرور دے گا۔

اور جزا دینے والا ہمیشہ اگر سخی ہو تو جتنی نیکی کی جائے اس سے بڑھ کر جزا دیا کرتا ہے۔ اور اس سلسلے میں دس درود کا مطلب یہ ہے کہ کم سے کم دس۔ یہ مطلب نہیں کہ دس سے زیادہ نہیں۔ یہ تو شرط ہے جو اللہ تعالیٰ کی سنت کے مطابق ہمیں معلوم ہوتی ہے کہ جہاں کوئی انسان ایک نیکی کرتا ہے اللہ اس کی دس گنا جزا ضرور عطا فرماتا ہے۔ تو بخیل ان معنوں میں کہ بڑا بے وقوف ہے اس کو ایک درود بھیجنے پر دس جزائیں مل سکتی تھیں اس گدھے نے اس موقع سے فائدہ نہ اٹھایا اور بخل کیا تو اپنے خلاف۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ درود بھیجتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اللہ درود کیسے بھیجتا ہے؟ ہم جو درود بھیجتے ہیں تو یہ عرض کرتے ہیں خدا کی درگاہ میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر برکتیں نازل فرما، سلام نازل فرما، آپ کی امت پر، آپؐ کی آل پر برکتیں نازل فرما۔ اللہ بھیجتا ہے تو اللہ کے درود بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سلامتیاں اور برکتیں رسول اللہ ﷺ پر بھیجتا ہے۔ اب بندوں پر درود کیسے بھیجتا ہے جو عام بندے ہیں کسی سے دعا کرتا ہے کہ ان کو یہ چیز پہنچے۔ خدا کو کسی اور سے دعا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر برکات خود بھیجتا ہے اسی طرح اپنے ان بندوں پر بھی برکات خود بھیجتا ہے اور یہ برکات جو ہیں اس کو اور اس کی نسلوں کو دنیا و آخرت میں بے انتہا جزا دینے کا موجب بن جاتی ہیں، ایک لامتناہی جزاؤں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ پس درود بھیجنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح درود بھیجتا ہے جیسے ہم بھیجتے ہیں۔ ہم تو اللہ سے عرض کرتے ہیں کہ تو برکتیں نازل فرما۔ اللہ، رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجتے ہوئے کس سے عرض کرتا ہے؟ خدا تو کسی سے عرض نہیں کرتا۔ وہ خود برکتیں نازل فرماتا ہے۔ پس بندوں پر درود بھیجنے کا مطلب یہی ہے کہ ان پر برکتیں نازل فرماتا ہے۔

ایک دوسری حدیث درود کے تعلق میں سنن نسائی سے لی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے ایسے ہیں جو زمین پر پھرتے رہتے ہیں اور وہ مجھے میری امت کی طرف سے سلام پہنچاتے ہیں۔

اب بظاہر یوں لگتا ہے جیسے کوئی جسمانی نقشہ کھینچا جا رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فرشتوں کی کیفیت کیا ہے، وہ روحانی وجود کس قسم کے ہیں یہ اللہ ہی سمجھتا ہے، اللہ ہی جانتا ہے، ہماری فہم سے بالا ہے۔ ایک بات جو قطعی طور پر درست ہے وہ یہ ہے کہ وہ فرشتے ہیں اور ان کا ساری روئے زمین سے تعلق ہے اور ہر انسان اور ہر جاندار پر اس کی بقا کے لئے کچھ فرشتے مقرر ہیں۔ اس لئے فرشتے گھومتے پھرتے ہیں مطلب یہ نہیں ہے کہ فرشتہ یا کچھ فرشتے زمین کی ایک جگہ سے دوڑے جاتے ہیں کسی اور جگہ چلے جاتے ہیں، وہاں سے دوڑے پھرتے ہیں ادھر آ جاتے ہیں۔ یہ مفہوم محض ایک نقشہ ہے تاکہ انسان کو بات کی سمجھ آسکے۔

مراد صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ساری زمین پر پھیلے پڑے ہیں اور کوئی انسان یہ گمان نہ کرے کہ میں نے رات کے پردے میں چھپ کر یا زمین کے کسی دور دراز کونے یا جنگل میں اللہ کے رسول پر سلام اور درود بھیجا تھا اور اسے کسی نے نہیں سنا۔ یقین دہانی ہے کہ تمہارے درود اور سلام لازماً محمد رسول اللہ ﷺ تک پہنچ رہے ہیں اور یہ بات ہر درود بھیجنے والے کے لئے کتنی تسکین کا موجب ہے۔ اگر آپ سلام بھیجیں کسی کو اور وہ سن لے تو کتنی خوشی ہوگی اور اگر نہ سنے تو دل میں کھٹکا سا رہے گا کہ ہم نے تو سلام بھیجا مگر کسی نے نہیں سنا۔ پس یہ حدیث ہر مومن کے لئے جو محمدؐ رسول اللہ پر سلام بھیجتا ہے ایک اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت برسانے والی حدیث ہے۔

اس سے زیادہ جزا اس کے سلام کی ہو نہیں سکتی کہ جس کو سلام بھیجا گیا تھا اس نے سن لیا۔ اور یہ سن لیا کوئی فرضی دعویٰ نہیں ہے۔ یہ سچا دعویٰ تبھی بنتا ہے کہ واقعتہً یہ سلام پہنچائے جائیں۔ پس خدا تعالیٰ **نے ایک ایسا نظام جاری فرمایا ہے کہ تمام دنیا میں کونے کونے سے محمد رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنے والوں کے سلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو پہنچائے جاتے ہیں۔**

ایک مسند احمد بن حنبل سے حدیث لی گئی ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے تو میں آپ کے پیچھے پیچھے ہو گیا۔ آپ کھجوروں کے ایک باغ میں داخل ہوئے اور سجدہ ریز ہو گئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بسا اوقات بغیر کسی اطلاع دئے باہر تشریف لے جایا کرتے تھے اور بعض صحابہ بھی انتظار میں بیٹھے رہتے تھے، تاک میں لگے رہتے تھے کہ کب حضورؐ باہر آئیں تو ہمیں موقع ملے، ہم چلیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کسی کو مخاطب ہو کر یہ نہیں فرماتے تھے کہ میرے ساتھ چلو تو وہ ادب سے پیچھے ہٹ کر چلا کرتے تھے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خلوت میں خلل نہ پیدا کریں۔

یہی طریق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی تھا۔ بعض دفعہ آپ اکیلے نکل جایا کرتے تھے اور بعض صحابہ جن کو پتہ لگ جایا کرتا تھا تو وہ پیچھے پیچھے دوڑا کرتے تھے احتیاط کے تقاضوں کے پیش نظر یا برکت حاصل کرنے کے لئے۔ پس یہ بھی ویسی ہی ایک حدیث ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ کیا کر رہے ہیں وہاں۔ حضور اس باغ میں اس وقت کیا کرنے جا رہے ہیں۔ کہتے ہیں رفتہ رفتہ انتظار کرتے کرتے اتنا لمبا عرصہ گزر گیا کہ میں دیکھ رہا تھا کہ اس تمام عرصہ میں آپ سجدے کی حالت میں ہیں اور سجدے میں چونکہ میں مخل نہیں ہونا چاہتا تھا اس لئے میں آگے نہیں بڑھا۔ لیکن اتنا لمبا عرصہ گزرا کہ مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ نعوذ باللہ من ذالک رسول اللہ ﷺ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی ہو، اسی سجدے کی حالت میں آپ فوت نہ ہو گئے ہوں۔ اس غم اور فکر سے میں دوڑا، قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ نے میرے آنے کی آواز سنی اور سجدے سے سر اٹھالیا۔

معلوم ہوتا ہے باقاعدہ نماز نہیں ہو رہی تھی ایک سجدۂ شکر تھا بس۔ اور جب قدموں کی آواز سنی، سر اٹھایا اور پوچھا اے عبدالرحمٰن! کیا بات ہے۔ میں نے آپؐ سے اپنے خدشے کا اظہار کیا یا رسول اللہ یہ وجہ ہے جو میں آپؐ کے قریب آگیا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جبرائیل نے مجھے کہا ہے کہ کیا میں تجھے خوشخبری نہ دوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس شخص نے تجھ پر درود بھیجا میں اس پر رحمت نازل کروں گا اور جو تجھ پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلامتی نازل کروں گا۔ یہ وعدہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنے پر شکر ادا کیا۔ اب صاف ظاہر ہے اور وہ لوگ جو رسول اللہ ﷺ کی ذات میں بھی شرک کرنے لگ جاتے ہیں ان کے لئے ایک کھلا کھلا پیغام ہے کہ رسول اللہ ﷺ چاہتے تھے کہ ان سب کو جزا دیں جو آپ کو سلامتی کی دعائیں دیتے ہیں۔ مگر خود نہیں دے سکتے تھے اس لئے جب تک اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ نہیں فرمایا میں دوں گا اس وقت تک آپ کے دل کو پورا اطمینان نصیب نہیں ہوا اور جب وعدہ فرمایا تو اس کے شکر کے طور پر سجدہ ادا کیا۔ اب مجھے کوئی فکر نہیں ہے۔ میرا خدا ہمیشہ مجھ پر سلام بھیجنے والوں پر سلام بھیجتا رہے گا۔

ایک اور حدیث ہے ترمذی کتاب الجمعہ باب مَا ذُکِرَ فِی الثَّنَاءِ عَلَی اللّٰہِ وَالصَّلَاۃِ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ قَبْلَ الدُّعَاءِ۔ حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی موجودگی میں نماز پڑھی اور جب میں نماز پڑھ کر بیٹھا تو میں نے اللہ تعالیٰ کی ثنا کی پھر نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا۔ صرف یہ ہے فَلَمَّا جَلَسْتُ میں بیٹھا۔ تو مراد غالباً یہی ہے کہ اَلتَّحِیَّات کی حالت میں جب وہ بیٹھے ہیں تو ایسے انداز سے دعا کر رہے تھے کہ اردگرد کچھ لوگ سن بھی سکتے تھے۔ اس لئے مجھے خیال آیا تھا کہ نماز میں دعا کر رہے تھے یا نماز کے بعد، جو بھی صورت تھی بہر حال بیٹھی ہوئی حالت میں یہ دعا کر رہے تھے۔

کہتے ہیں میں نے دعا اس طرح کی بَدَاْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَی اللّٰہِ میں نے اللہ کی ثنا سے اپنی دعا شروع کی ثُمَّ الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر صلوٰۃ بھیج کر یعنی درود بھیج کر ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِی پھر میں نے اپنی ذات کے لئے خدا تعالیٰ سے کچھ دعائیں کیں فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ سَلْ تُعْطَهْ، سَلْ تُعْطَهْ کو نبی کریم ﷺ نے فرمایا مانگ تجھے دیا جائے گا، مانگ تجھے دیا جائے گا۔ اب اس حدیث سے یہ قطعیت کے ساتھ ثابت ہے اگر یہ نماز کی حالت تھی تو نماز میں بھی اپنے لئے مانگنا جائز ہے اور اپنے الفاظ میں مانگنا جائز ہے۔ مگر یہ تب ہونا چاہئے کہ پہلے ثنا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود ہو اور اَلتَّحِیَّات کا آغاز بھی اس سے ہوتا ہے۔

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ یہ صاف پتہ چل رہا ہے کہ التحیات کی حالت میں یہ دعا اگر اس طرح کی جائے تو بالکل جائز اور درست ہے۔ اور بعید نہیں کہ التحیات کی صورت میں ہی انہوں نے دعا کا ذکر کیا ہو اسکے بعد پھر اپنے لئے دعا مانگی جائز ہے۔ یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا کہ نماز میں اپنے الفاظ میں اپنے لئے دعا مانگنی جائز ہے۔ نمبر دو نماز کے بعد اگر بیٹھ کر انسان دعا کرے اور اس دعا میں بھی ثناء پہلے ہو، درود ہو پھر اپنے لئے کچھ مانگا جائے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ فرمانا بہت بڑی خوشخبری ہے۔ مانگ جو مانگتا ہے، مانگ جو مانگتا ہے، اب اللہ تعالیٰ تیری دعاؤں کو ضرور قبول فرمائے گا۔ پس ہر دعا کرنے والے کے لئے اس میں بہت بڑی حکمت ہے، بہت بڑی خدا تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری دعائیں قبول ہوں تو دعائیں قبول کروانے کا یہ طریق ہے۔

اگرچہ بعض احادیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اگر صرف سلام اور درود ہی بھیجا تو اسی میں ہی اپنی دعائیں بھی شامل ہو جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اسی سے یہ استنباط فرمایا کرتے تھے اور آپ کی جو روایات آپ کے سامنے پیش کروں گا ان میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ مگر جو بھی صورت ہو ثناء اور درود اور پھر اپنے لئے دعا یہ تین باتیں اسی ترتیب سے یاد رکھیں۔ جب آپ آل کا ذکر کرتے ہیں درود میں تو دراصل اس آل میں آپ خود شامل ہو سکتے ہیں کیونکہ سچی آل بننا یہ آپ کا کام ہے۔ اگر سچی آل بن جائیں تو

ارشاد نبوی ﷺ
خَیْرُ الزَّادِ التَّقْوٰی
سب سے بہتر زاد راہ تقویٰ ہے
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبان دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 بینٹنک لین کلکتہ 700001
دکان-248-5222, 248-1652
رہائش-243-0794, 27-0471

آلِ محمدؐ میں شامل ہو جائیں گے اور آلِ محمدؐ کو جو جو برکات خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونگی ان میں آپ بھی داخل ہو جائیں گے تو آپ کی کوئی ضرورت بھی ایسی باقی نہیں رہتی جو ان برکات سے جن کا وعدہ کیا جا رہا ہے باہر کی کوئی ضرورت ہو۔

تو مختلف مانگنے کے ڈھنگ ہیں کبھی کبھی انسان ایسے حال میں ہوتا ہے کہ وہ اپنی ضرورت کا خصوصیت سے بار بار ذکر کرتا ہے اور جب تک اس کا ذکر بار بار نہ کرے اس کے دل کو تسکین نہیں ہوتی۔ یہ حالت بھی جائز ہے مگر ثنا اور دُرُود کو یاد رکھیں اس کے بعد پھر جیسا چاہیں کریں۔ اور بعض دفعہ انسان اتنا گہرا ڈوب جاتا ہے آل کے مضمون میں کہ اس میں پھر اپنے لئے سب کچھ مانگ لیتا ہے اور ذکر کر کے نہیں مانگنا پڑتا۔

مسلم کتاب الصلوٰۃ بابُ الصَّلوٰۃِ عَلَى النَّبِیِّ اور یہ بخاری میں بھی حدیث انہی الفاظ میں ہے۔ حضرت کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ آپ پر سلام کس طرح بھیجا جائے۔ السلام علیکم ورحمة الله وبرکاتہ وہ روزانہ کہتے ہی تھے، یہ مراد ہے۔ یہ تو معلوم ہے کہ سلام کیسے بھیجا جائے مگر درود کیسے بھیجیں۔ تو اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا تم مجھ پر اس طرح درود بھیجا کرو۔ اے ہمارے اللہ! تو محمد اور محمد کی آل پر درود بھیج جس طرح تو نے ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر درود بھیجا۔ اے ہمارے اللہ! محمد اور محمد کی آل کو برکت عطا فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم اور ابراہیم کی آل کو برکت عطا کی۔ تو حمد والا اور بزرگی والا ہے۔ یہ وہی درود شریف ہے جو ہم نماز میں اَلتَّحِیَّات کے بعد پڑھتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "رسول اللہ ﷺ کے واقعات پیش آمدہ کی اگر معرفت ہو اور اس بات پر پوری اطلاع ہو کہ اس وقت دنیا کی کیا حالت تھی اور آپؐ نے آکر کیا کیا۔ تو انسان وجد میں آکر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہہ اٹھتا ہے"۔ اب اس میں یاد رکھیں کہ **درود پڑھنے کے لئے ایک وجد کی ضرورت ہے۔ درود پڑھنے سے پہلے ایک کیفیت کی ضرورت ہے، عشق اورمحبت کی کیفیت کی جس میں ڈوب کر انسان درود پڑھے۔** اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ گر ہمیں سکھلا دیا کہ غور کیا کرو کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ظاہر ہونے سے پہلے دنیا کی حالت کیا تھی۔ توحید سے خالی، فسق وفجور میں ڈوبی ہوئی، نہ بر پر خدا رہا نہ بحر میں خدا رہا۔ یعنی خدا کے ذکر سے بر و بحر خالی ہو گئے یہ کیفیت تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خدا کے ذکر سے بر و بحر کو بھر دیا، فضائیں خدا کے ذکر سے گونجنے لگیں یہ حال جب تم سوچو کہ کیا واقعہ ہوا اور کیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ذکر الٰہی کو بلند کیا ہے تو بے اختیار دل پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہو جائے گی اور اس کیفیت میں تم بے اختیار کہہ اٹھو گے جیسا کہ فرماتے ہیں "انسان وجد میں آکر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہہ اٹھتا ہے"۔ فرماتے ہیں "میں سچ سچ کہتا ہوں یہ خیال اور فرضی بات نہیں ہے۔ قرآن شریف اور دنیا کی تاریخ اس امر کی پوری شہادت دیتی ہے کہ نبی کریمؐ نے کیا کیا ورنہ وہ کیا بات تھی کہ آپ کے لئے مخصوصاً فرمایا گیا اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا کسی دوسرے نبی کے لئے یہ صدا نہیں آئی"۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۲ مورخہ ۱۷/جنوری ۱۹۰۱ء، صفحہ ۳)

اب یہ چھوٹا سا فقرہ ہے "کسی دوسرے نبی کے لئے یہ صدا نہیں آئی"۔ اس کا کیا مطلب بنتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی اور نبی کے بارے میں پہلے کبھی کسی نبی کی امت کو یہ تعلیم نہیں دی گئی تھی کہ تم اپنے نبی پر درود اور سلام بھیجو۔ یہ خصوصیت ہے جس میں آنحضرت ﷺ اکیلے ہیں۔ تمام کائنات میں جتنے نبیوں کا ذکر ملتا ہے ان میں کسی پر درود اور سلام بھیجنے کی ہدایت اللہ تعالیٰ نے اس نبی کی امت کو نہیں دی۔ یہ جب میں نے پڑھا تو میں حیران رہ گیا اور اس تعجب میں میں نے بائبل کا اور انجیل کا اس حصے کا مطالعہ کیا جس میں یہ درود کا ذکر مل سکتا تھا اور پھر بعض ایسے پادریوں سے بھی پتہ کروایا جو بائبل پر بہت عبور رکھنے کی شہرت رکھتے ہیں۔ ان سے میں نے پوچھا تم بتاؤ حضرت عیسیٰ کے متعلق تو میں ذاتی طور پر، میں کیا ساری دنیا جانتی ہے مسیح موعود علیہ السلام نے اس مسئلے کو بار بار اٹھایا ہے کہ پہلے مسیح نے یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کے اس مسیح کے علاوہ جو پہلا مسیح تھا اس نے کبھی بھی موسیٰ پر یا اپنے سے پہلے نبیوں پر درود نہیں بھیجا۔ ایک اشارہ تک نہیں ملتا عہد نامہ جدید میں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے سے پہلے کسی نبی پر بھی درود بھیجا ہو اور خصوصاً موسیٰ کے خوشہ چین تھے، موسیٰ کی کتاب کے خوشہ چین تھے آپ پر درود بھیجا ہوتا، کوئی ذکر نہیں۔ تو پادری صاحب سے میں نے یہ سوال کیا تھا۔ مجھے جہاں تک یاد پڑتا ہے بائبل کا مطالعہ جب بھی کیا کبھی بھی کوئی ذکر نہیں ملا کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنے سے پہلے نبیوں پر درود بھیجا ہو یا حضرت ابراہیمؑ پر بھیجا ہو۔ کوئی ذکر نہیں۔ ابراہیمؑ کے تعلق میں کچھ مجھے ذکر نہیں ملا کہ آپ نے نوحؑ پر یا آدمؑ پر درود بھیجا ہو۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک خصوصیت ہے جس میں اور کوئی شریک نہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے "کسی دوسرے نبی کے لئے یہ صدا نہیں آئی"۔

بہت ہی پیارا کلام ہے فصاحت و بلاغت کا مرقع ہے یہ جملہ کہ 'آواز نہیں سنو گے تم' صرف محمد رسول اللہ ﷺ کے حق میں یہ آواز سنائی دے گی کہ اے لوگو اس پر اور اس کی آل پر درود بھیجو جیسا کہ اللہ اس پر اور اس کی آل پر درود بھیجتا ہے۔ جو میں نے تحقیق کی تو پتہ چلا نہ عیسیٰؑ نے موسیٰؑ پر اور پہلے نبیوں پر درود بھیجا، نہ موسیٰؑ نے ابراہیمؑ اور ان کی اولاد پر درود بھیجا، نہ دوسرے نبیوں پر درود بھیجنا کسی جگہ ثابت ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ ابراہیمؑ پر درود خدا نے جو بھیجا تھا اس کا بھی ذکر نہیں ملتا سوائے رسول اللہ ﷺ کے اس ذکر کے کہ خدا کس طرح درود بھیجا کرتا تھا ابراہیم پر۔ اس ذکر کو بھی محمدؐ رسول اللہ نے زندہ کیا ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہر نماز میں ہر مسلمان پر یہ لازم نہ کر دیتے کہ جب مجھ پر درود بھیجو تو ابراہیمؑ کے نام کو بھی زندہ کر لیا کرو وہ بھی بہت بابرکت تھا اور اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے بہت برکتیں عطا فرمائی تھیں۔

پس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے احسانات جیسے اگلوں پر ہیں پچھلوں پر بھی تھے۔ اور خصوصیت کے ساتھ حضرت ابراہیمؑ پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ احسان ہے کہ آپ کے ذکر سے ان کا ذکر زندہ ہوا اور اب سب دنیا میں ابراہیمؑ کے درود کا ذکر پایا جاتا ہے صرف مسلمانوں کے لئے۔ ماننے والے یہودی بھی ہیں، ماننے والے عیسائی بھی ہیں مگر **ساری دنیا میں اگر ابراہیمؑ پر درود بھیجنے کا ذکر کسی زبان پر جاری ہے تو وہ صرف مسلمانوں کی زبان ہے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا احسان خاص ہے جس کی اور کوئی مثال کہیں دکھائی نہیں دے سکتی۔**

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو درود سے ایسی محبت تھی کہ آپ نے شرائط بیعت میں درود شریف کو داخل فرمایا۔ اور جو شرط سوم ہے اس کے الفاظ یہ ہیں "بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول ادا کرتا رہے گا"۔ یعنی بندہ بیعت کرنے والا "اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا"۔ یعنی ہمیشگی اختیار کرے گا۔ "اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ وِرد بنالے گا"۔ (اشتہار ۱۲/جنوری ۱۸۸۹ء)۔ یعنی روز کا یہ دن رات کا پیشہ ہی ہو جائے گا اس کا، اس پر وہ دوام اختیار کرے گا کہ ہمیشہ یہ کرتا رہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر ہے کہ نبیٔ معصوم ﷺ"۔ اب یہاں جب بہت زیادہ عزت ہو تو وہاں واحد میں ذکر کرتے ہیں جمع کے حوالے سے ذکر نہیں کرتے۔ یعنی اردو میں عزت کے لئے جمع کا لفظ بھی بولا جاتا ہے اور بہت زیادہ عزت کرنی ہو تو واحد کا صیغہ بھی بولا جاتا ہے تو یہاں واحد کے صیغے میں فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر ہے کہ نبیٔ معصوم ﷺ آیا اور بت پرستوں سے اس نے نجات دی۔ یہی وہ راز ہے کہ یہ درجہ صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کو ان احسانوں کے معاوضوں میں ملا کہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا"۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۲ مورخہ ۱۷/جنوری ۱۹۰۱ء، صفحہ ۲)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ٹریکٹ شائع فرمایا اور اس ٹریکٹ میں آپ فرماتے ہیں "**قبولیت دعا کے تین ہی ذریعے ہیں۔** اول اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ"۔ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرو۔ اگر اللہ سے محبت کا دعویٰ سچا ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع لازم ہو گی ورنہ جہاں جہاں اتباع سے باہر ہو گے وہاں تمہاری محبت کا دعویٰ جھوٹا نکلے گا۔ پس قبولیت دعا کے لئے ضروری ہے یہ شرط کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اتباع کرو تاکہ تمہارا یہ دعویٰ سچا ہو کہ تم خدا سے محبت کرتے ہو اور جب خدا سے محبت کرتے ہو تو تمہاری دعا کو بھی قبول کرے گا یعنی یہ اس کا ایک طبعی لازمی نتیجہ ہے۔

"دوم یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا"۔ نہ صرف پیروی کرو بلکہ چونکہ محمدؐ رسول اللہ کے نتیجے میں تمہیں خدا مل رہا ہے اس لئے صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اپنے شکر کے جذبے کا اظہار اس طرح کرو کہ آپ پر درود بھیجو یعنی احسان کے طور پر نہیں بلکہ احسان مندی کے اظہار کے طور پر۔ "سوم موہبت الٰہی کے ذریعے"۔ (ٹریکٹ بعنوان "حضرت اقدس کی ایک تقریر اور مسئلہ وحدۃ الوجود پر ایک خط مرتبہ عرفانی صاحب صفحہ ۲۲)۔ اللہ تعالیٰ کا خوف اگر دل پر طاری رہے، اللہ کا رعب دل پر طاری رہے تو ایسے بندے کی دعائیں بھی قبول کی جاتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں بھی درود کا کثرت سے ذکر ملتا ہے اور درود کی برکات جو آپ پر نازل ہوئیں ان کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات میں جابجا ذکر ملتا ہے۔ اعجاز المسیح میں درج ہے "فَصَلُّوْا عَلٰی ھٰذَا النَّبِیِّ الْمُحْسِنِ الَّذِیْ ھُوَ مَظْھَرُ صِفَاتِ الرَّحْمٰنِ الْمَنَّانِ"۔ یعنی یہ الہامی قول ہے جس کا اعجاز المسیح میں ذکر ہے۔ "(اے لوگو) اس محسن نبی پر درود بھیجو جو خداوند رحمٰن ومنان کی صفات کا مظہر ہے کیونکہ احسان کا بدلہ احسان ہی ہے"۔ یہاں الہام میں اس بات کو کھول دیا گیا ہے کہ ھَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ۔ پس **آنحضرت صلی اللہ علیہ**

وعلیٰ آلہ وسلم پردرود بھیجنا آپ کے احسان کے نتیجے میں ہم پرواجب ہو جاتاہے۔

"احسان کا بدلہ احسان ہی ہے اور جس دل میں آپ کے احسانات کا احساس نہیں اس میں یا تو ایمان ہے ہی نہیں اور یا پھر وہ اپنے ایمان کو تباہ کرنے کے درپے ہے"۔ یہ تحریر کا جو یہ حصہ ہے یہ غالباً الہامی نہیں ہے۔ پہلے جو باتیں ہیں وہ کئی مختلف وقتوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو درود کے متعلق الہامات ہوتے رہے ہیں اس لئے یہ ممکن ہے کہ یہ جو تحریر میں نے پڑھ کے سنائی ہے یہ لفظاً لفظاً کسی الہام کی طرف اشارہ نہ ہو مگر مختلف الہامات کے ذکر پر مشتمل عبارت ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بار بار آپ کو تاکید ہوئی ہے اس میں باتیں ملتی ہیں کیوں یہ جو عبارت آگے آرہی ہے اس سے نظر آرہا ہے کہ یہ عبارت مسیح موعودؑ کی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لفظاً الہام نہیں ہے۔

فرماتے ہیں "اور جس دل میں آپ کے احسانات کا احساس نہیں اس میں یا تو ایمان ہے ہی نہیں اور یا پھر وہ اپنے ایمان کو تباہ کرنے کے درپے ہے"۔ اس فقرے سے میں سمجھتا ہوں کہ پہلی عبارت لفظاً الہامی عبارت نہیں تھی الہامات کا ایک مفہوم تھا جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

"اے اللہ اس امیّ رسول اور نبی پر درود بھیج جس نے آخرین کو بھی پانی سے سیر کیا ہے جس طرح اس نے اولین کو سیر کیا"۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وقت میں جو صحابہ موجود تھے ان کو بھی خدا کے وصل کا شربت پلایا، سیر کیا سے یہ مراد ہے اور کسی پانی کا اصل عبارت میں ذکر نہیں یہ ترجمہ کرنے والے نے کیا ہے۔ صرف یہ ذکر ہے سیر کر دیا۔ یعنی وصل الٰہی کے شربت سے ان کو خوب سیر کیا جس طرح پہلوں کو کیا اسی طرح آخرین کو بھی کیا اور آخرین کو بھی کیا، دوسروں کو بھی کیا۔

"اور انہیں اپنے رنگ میں رنگین کیا"۔ سیر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے جیسا بنایا۔ یہ ہو کیسے سکتا ہے کہ وصل الٰہی کے شربت سے رسول اللہ ﷺ نے کسی کی پیاس بجھائی ہو اور اس کو سر سے پاؤں تک وصل الٰہی کے شربت میں نہلا دیا ہو اور وہ رسول اللہ ﷺ کا رنگ نہ پکڑے۔ اس لئے منطقی نتیجہ ہے جو مسیح موعود علیہ السلام نکال رہے ہیں۔ "انہیں اپنے رنگ میں رنگین کیا اور انہیں پاک لوگوں میں داخل کر دیا"۔

(اعجاز المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۶۰۵)

اب سوال یہ ہے کہ **درود کتنی دفعہ پڑھنا چاہئے اور کس پابندی کے ساتھ کس وقت پڑھنا چاہئے۔** اس تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض سادہ سی نصیحتیں ہیں جو عام فہم ہیں اس پہ کسی تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔ مکتوبات حصہ اول صفحہ ۱۸ پہ درج ہے "کسی تعداد کی پابندی ضروری نہیں" اور حالات مختلف ہوتے ہیں۔ انسان بعض دفعہ ہم و غم میں پھنسا ہوا، اپنے دنیا کے کاروبار میں بعض دفعہ اتنا مصروف ہو جاتا ہے یا اپنے صدموں میں ایسا الجھایا جاتا ہے کہ اسے ہوش نہیں رہتی کہ میں کتنی دفعہ درود پڑھوں۔ تو حالتیں مختلف ہیں اس لئے کوئی ایک پابندی نہیں ہے جس کو سارے اختیار کر سکیں۔ فرمایا "کسی تعداد کی پابندی ضروری نہیں۔ اخلاص اور محبت اور حضور اور تضرع سے پڑھنا چاہئے"۔ جب بھی یاد آئے کہ درود ہونا چاہئے اور غم کے وقت اس کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے۔ پڑھو تو تضرع کے ساتھ دل کو حاضر کر کے "اور اس وقت تک پڑھتے رہیں جب تک ایک حالت رقت اور بے خودی اور تاثر کی پیدا ہو جائے"۔ جب درود شروع ہو تو ضروری نہیں کہ دل میں فوری طور پر رقت پیدا ہو جائے لیکن فرمایا جب دُرود ایک دفعہ شروع کرو تو پھر پڑھتے رہو، پڑھتے رہو، یہاں تک کہ دل میں درود کا مضمون گھل جائے اور اس کے نتیجے میں پھر ایک رقت اور درد کی کیفیت پیدا ہو جائے وہ دُرود ہے جو سچا دُرود ہو گا۔ "اور سینہ میں انشراح اور ذوق پایا جائے"۔ وہی درود انسان کی جزا بن جاتا ہے سینہ کھل جاتا ہے ہر غم سے رہائی ملتی ہے، فکر سے نجات ملتی ہے اور ایک لطف آنا شروع ہو جاتا ہے دُرود میں۔

نیز آپ نے فرمایا "اس قدر پڑھا جائے کہ کیفیت صلوٰۃ سے دل مملو ہو جائے اور ایک انشراح اور لذت اور حیاتِ قلب پیدا ہو جائے"۔ (مکتوبات حصہ اول صفحہ ۲۶)۔ یہ دوسرے الفاظ میں وہی مضمون ہے جو میں ابھی بیان کر چکا ہوں۔

بعض الہامات میں اب آپ کے سامنے رکھتا ہوں جن میں درد کا مضمون اللہ تعالیٰ کے اپنے الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۶۷ پر یہ درج ہے۔ اب اس سے اندازہ کریں کہ کتنی آغاز کی یہ کتاب ہے دعوے سے بہت پہلے کی اور اس کتاب میں جو جلد اول ہے اس میں درود کا بکثرت ذکر ہے۔ الہام ہے "وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ ۔ اَلصَّلٰوةُ هُوَ الْمُرَبِّيْ"۔ اس کا ترجمہ یہ درج ہے: "نیک کاموں کی طرف راہنمائی کر اور برے کاموں سے روک اور محمد اور آل محمد ﷺ پر درود بھیج"۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کی آل پر درود آغاز ہی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً سکھایا گیا تھا۔ **"درود ہی تربیت کا ذریعہ ہے"۔**

اب دیکھیں یہ بھی ایک گہرا نکتہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سمجھا دیا گیا کہ تمہیں جب دنیا کا مربی بنایا جا رہا ہے اور حکم دیا جا رہا ہے کہ نیک کاموں کی تلقین کر اور برے کاموں سے روک تو اس کا گُر بھی تمہیں سکھا دیتے ہیں۔ گُر یہ ہے کہ درود کی طرف لوگوں کی توجہ مائل کر اور اگر دُرود پڑھنا آ جائے جماعت کو یعنی تیری جماعت کو جو تُو بنائے گا تو وہ بہترین تربیت کا ذریعہ ہو گا۔

پس اس پہلو سے **آج ہمیں دُرود پر اتنا زور دینا چاہئے کہ جس کثرت سے جماعت دنیا میں پھیل رہی ہے اسی کثرت سے درود پھیلے اور درود کی برکت سے پھر جماعت کو برکت ملے گی اور اس برکت میں سب سے بڑی ان کی تربیت کی برکت ہے۔** تو درود سے فیض پاتے ہوئے ان کی نمازیں سنور جائیں گی ان کی عبادتیں نکھر جائیں گی ان کو اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ خدا سے ذاتی تعلق نصیب ہو جائے گا اور اس کے لئے یہ دُرود وسیلہ بنے گا۔ پس ان باتوں پر خوب غور کریں اور **جہاں جہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ پھیل رہی ہے وہاں دُرود کو پھیلانے پر بہت زور دینے کی ضرورت ہے۔**

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام **درود کی برکات کا ذاتی تجربہ** ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔ "ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے میں ایک زمانے تک مجھے استغراق رہا"۔ یعنی لمبے عرصے تک جس کا ذکر نہیں کتنے سال تھے، آپ کی روح اسی بات میں غرق رہی آپ کی تمام تر توجہات اسی بات پر منصرف رہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجو، دن کو بھیجو، رات کو بھیجو، سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے ہر وقت درود بھیجتے رہو۔ چنانچہ سوائے درود بھیجنے کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس زمانے میں اور کوئی مشغلہ نہیں تھا۔ "کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں"۔ میں جانتا تھا کہ بہت باریک راہیں ہیں جن پر چل کر خدا ملتا ہے "بجز وسیلۂ نبی کریم کے مل نہیں سکتیں"۔ وہ دقیق راہیں محمد رسول اللہ ﷺ کی وساطت کے بغیر آپ کے وسیلے کے بغیر، آپ کی پیروی کے بغیر کیسے مل سکتی ہیں پس اس وجہ سے میں نے بکثرت درود بھیجے۔ یعنی یہ آپ کے الفاظ میں درج نہیں میں آپ کی طرف سے بیان کر رہا ہوں۔

فرماتے ہیں "جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ"۔ اس کی طرف توجہ کرتے ہوئے وسیلہ چاہو۔ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ محمد رسول اللہ کا وسیلہ پکڑو اور محمد رسول اللہ کا وسیلہ پکڑنے کی خواہش ظاہر کرو اور اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا تو تمہیں وہ وسیلہ ملے گا۔ "تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقے" یعنی ماشکی "آئے ہیں اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راستے سے میرے گھر میں داخل ہوئے اور ان کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں هٰذَا مَا صَلَّيْتَ عَلٰى مُحَمَّدٍ"۔ اور کہتے ہیں کہ یہ اس بناء پر ہے جو تو نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجا ہے۔ اب یہ بالکل صاف اور واضح عبارت ہے جتنے بھی نور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوئے یہ درود کی برکت سے عطا ہوئے۔ یہ بالکل واضح بات ہے مگر یہ کیا مطلب ہے کہ ایک بیرونی رستے سے ایک اندرونی رستے سے۔

دو ماشکی آئے ہیں، دو سقے آئے ہیں اکٹھے بھی آسکتے تھے مگر ایک بیرونی راستے سے اور ایک اندرونی راستے سے یہ بہت گہری حکمت کی بات ہے۔ مراد یہ ہے کہ میرا ظاہر و باطن محمدؐ رسول اللہ پر درود بھیج رہا ہے۔ اس لئے تمہاری زبان کا درود کسی کام نہیں آئے گا۔ اگر محض زبان سے درود بھیجو گے تو نہ باہر کے رستے سے کوئی نور کی مشکیں لے کر آئے گا نہ اندر کے رستے سے آئے گا۔ مگر **اگر ظاہر و باطن ایک ہو جائے اگر ظاہراً بھی درود پڑھ رہے ہو اور دل کا گوشہ گوشہ اس درود میں تمہارا شامل حال ہو جائے تب تم دیکھو گے کہ اللہ کے فرشتے نور کی مشکیں لئے باہر سے بھی آئیں گے اور اندر سے بھی آئیں گے۔** اور ان نور کی مشکوں کے نتیجے میں آپ کی کیا کیفیت ہو گی۔ اس کا تفصیلی ذکر بعض دوسری روایات میں ملتا ہے جو میں نے اس لئے چھوڑ دیا ہے کہ اس سے پھر آگے پیچ در پیچ مضمون نکلتے ہیں جن پر روشنی ڈالنے کے لئے وقت چاہئے۔

اب اپنا ایک نشان نزول المسیح میں آپ یہ درج فرماتے ہیں، نشان نمبر ۷۷ تاریخ ۱۸۸۰ء۔ اب ۸۲ء میں ماموریت کا آپ نے دعویٰ کیا ہے۔ ۸۹ء میں جماعت کی بنیاد ڈالی ہے اور یہ ۱۸۸۰ء کی بات ہے جو آپ نے درج کی ہے۔ "ایک مرتبہ میں ایسا سخت بیمار ہوا کہ میرا آخری وقت سمجھ کر مجھ کو مسنون طریقے سے تین دفعہ سورۃ یٰسین سنائی گئی"۔ اب یہ عام طریقہ رائج ہے کہ جو مر رہا ہو اس کو سورۃ یٰسین سناؤ۔ موت سے ایسا تعلق جوڑ دیا ہے لوگوں نے کہ بعض لوگ ڈرتے ہوئے سورۃ یٰسین پڑھتے ہی نہیں۔ پہلی سورۃ پڑھ کے اگلی سورۃ پہ چلے جاتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ سورۃ یٰسین آئی اور موت آئی۔ یہ محض جہالت کی باتیں ہیں۔ سورۃ یٰسین تو زندہ کرنے کے لئے آتی ہے مارنے کے لئے نہیں آتی مگر بہر حال سورۃ یٰسین کا رواج چل آرہا ہے مسلمانوں میں کہ جب سمجھے ہیں کہ اب یہ گیا تو سورۃ یٰسین پڑھ دیتے ہیں۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوپر کہتے ہیں تین دفعہ سورۃ یٰسین پڑھی گئی، انتظار کر رہے ہوں گے کہ اب جان جائے، اب جان جائے۔ ایک دفعہ یٰسین سے نہیں گئی دوسری دفعہ نہیں گئی، تیسری دفعہ نہیں گئی تو تین دفعہ پڑھی جا چکی۔ "بعض عزیز دیواروں کے پیچھے روتے تھے"۔ مسیح موعود علیہ السلام کو آواز آرہی تھی اس وجہ سے وہ پیچھے چھپ کے روتے تھے کہ ان کو صدمہ ہو کر مایوسی نہ ہو جائے۔ "تب اللہ تعالیٰ نے الہاماً مجھے یہ دعا سکھلائی سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ"۔ پاک ہے وہ اللہ ہر برائی سے پاک ہے و بحمدہ لیکن پاک ہی نہیں تمام صفات سے بھی مرصع ہے، تمام صفات حسنہ سے بھی مرصع ہے تو اس جملے میں خدا تعالیٰ کا سب کچھ بیان ہو گیا۔ اسی لئے آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ دو کلمات ہیں جو خدا کو دیکھنے میں ہلکے، زبان پر ہلکے لیکن بہت وزنی ہیں۔ ان کلمات کا بھی آپؐ نے ذکر فرمایا ہے۔ باقی انشاء اللہ دو تین روایتیں رہتی ہیں وہ اگلے خطبے میں پیش کروں گا کیونکہ اب میں نے دیکھا ہے کہ وقت ہو چکا ہے۔

خدا کی خاطر جو قناعت کرتے ہیں اللہ ان کو لامتناہی دیتا ہے

بچوں کی تربیت کے لئے قناعت لازم ہے

قناعت کے مختلف معانی اور قرآن مجید و احادیث نبویہ کے حوالہ سے احباب جماعت کو قناعت اختیار کرنے کے متعلق نہایت اہم نصائح

(سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لجنہ اماء اللہ جرمنی سے خطاب
برموقعہ جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ جرمنی بتاریخ ۲۲/اگست ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۲/ظہور ہجری شمسی
بمقام مئی(Mai)مارکیٹ منہائم)(Mannheim) جرمنی)

أشهد ان لا إله إلا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمداً عبده و رسوله أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم.

بسم الله الرحمٰن الرحيم . الحمدلله رب العٰلمين الرحمٰن الرحيم مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿وَالبُدْنَ جَعَلْنٰها لكُمْ مِنْ شَعَآئِرِاللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ. فَاذْكُرُواسْمَ اللّٰه عَلَيْهَا صَوَآفَّ . فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا القَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾.(سورة الحج :۳۷) .

قرآن کریم کی جس آیت کی میں نے تلاوت کی ہے اس میں اور مضامین کے علاوہ ایک یہ بھی بیان فرمایا گیا ہے کہ وَ اَطْعِمُوا القَانِعَ وَالْمُعْتَر کہ وہ جو قانع ہے اس کو بھی کھلاؤ اور وہ جو غربت کی وجہ سے پریشان حال ہے اَلْمُعْتَر اس کو بھی کھلاؤ۔

میں نے اس لجنہ کے اجلاس کے لئے قناعت کا مضمون چنا تھا اور کل شام تک تمام علماء جن کو اس مضمون پر آیات اور روایات اکٹھی کرنے کو کہا گیا تھا انہوں نے اپنے ہاتھ اٹھا لئے کہ قانع کا تو صرف ایک ہی جگہ ذکر آتا ہے بلکہ ایک مُقْنِعِي کا لفظ ہے جو اور معنوں میں استعمال ہوا ہے اور سارے قرآن کریم میں قناعت کا ذکر ہی کوئی نہیں اور اسی طرح احادیث میں بھی کوئی ذکر نہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ بعض دفعہ علماء کو یہ عادت ہوتی ہے کہ لفظ کی پیروی کرتے ہیں، مضمون کی پیروی نہیں کرتے۔ حالانکہ قرآن کریم قناعت کے مضمون سے بھرا پڑا ہے اور لفظ قناعت کے نیچے نہیں بلکہ دوسری آیات میں جہاں لفظ قناعت استعمال نہیں ہوا لیکن قناعت کا مضمون استعمال ہوا ہے اور یہ آیات بکثرت ملتی ہیں۔ میں نے بھی نمونۃً دو آیات چنی ہیں۔ جو آپ کے سامنے رکھوں گا تو آپ کو سمجھ آجائے گی کہ قناعت ہی کا مضمون ہے لیکن الفاظ دوسرے استعمال ہوئے ہیں۔ پس وہ مضمون جس کے لئے مواد ہی نہیں مل رہا تھا وہ اتنا مواد اکٹھا ہو گیا کہ اب اس کو سمیٹنا مشکل ہے۔ اس لئے اس میں سے بھی میں نے کچھ حصہ چنا ہے اور جو اہم باتیں میں آپ کے سامنے پیش کرنی چاہتا ہوں وہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے سامنے آج پیش کر سکوں گا۔ !

قناعت پر آپ کو کیوں مخاطب کیا جا رہا ہے۔ دراصل اس کا تعلق بھی ایثار سے ہی ہے اور ایثار کا مضمون میں نے کل بیان کر دیا تھا۔ ایثار کے مضمون میں یہ بھی بیان کیا تھا کہ آج کل خدا تعالیٰ کے فضل سے جرمنی میں بہت تبلیغ ہو رہی ہے اور اس **تبلیغ کے لئے لوگوں کو ایثار سے کام لینا پڑتا ہے ۔ لیکن اگر قناعت ساتھ نہ ہو تو ایثار کا حق ادا کرنا مشکل ہے۔**

اور اس کے علاوہ ایک اور اہم بات یہ ہے کہ جرمنی میں **بچوں کی تربیت کے لئے قناعت لازم ہے** ۔ اور قناعت کا جو مضمون لغت سے ثابت ہوا ہے اور اس مضمون کی آیات بھی ملتی ہیں اور روایات بھی ملتی ہیں اس کے نتیجے میں قناعت کا مضمون آج آپ کے لئے بہت برمحل ہے۔ اور جیسا کہ میں لغت کے استعمال سے ابھی آپ کو دکھاؤں گا۔ لفظ قناعت تو ایسے معنے رکھتا ہے کہ جو بے حد، بہت ہی متفرق جگہوں پر اطلاق پاتے ہیں اور ان کا خصوصی تعلق خواتین سے ہے۔ یہ پہلو قرآن کریم کی آیات پر غور سے سمجھ آتا ہے ورنہ سرسری طور پر اگر آپ لفظ قناعت کو ڈھونڈیں گے تو یہ باتیں نہیں ملیں گی۔

سب سے پہلے میں آپ کے سامنے لغت کے اعتبار سے بتاتا ہوں کہ قناعت کے کیا معنے اہلِ لغت نے بیان کئے ہیں۔ اور جو بہت ہی مستند لغت کی کتابیں ہیں ان میں سے میں نے یہ معنی چنے ہیں۔

قَنِعَ قَنَاعَةً کا ایک مطلب ہے۔ رَضِيَ بِمَا أعطيَ۔ جو کچھ دیا گیا اس پر راضی ہو گیا۔

دوسرا معنی ہے یَسْمَی السَّائلُ فَانَّمَا لاِنَّه رَضِيَ بِمَا يُعْطيٰ۔ اس سائل کو، اس مانگنے والے کو قانع کہتے ہیں جسے جو دیا جائے وہ اس پر راضی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ان معنوں میں قانع کا ایک اور معنی ابھرتا ہے جو میں اپنے تفصیلی بیان میں آگے بیان کروں گا۔ اس وقت میں صرف عنوانات پڑھ رہا ہوں۔

قَنَعَتِ المَرْاَۃُ۔ عورت نے حجاب پہنا۔ یہ قناعت کا اصل لغوی معنی ہے۔ کیونکہ قناعت کے لفظ میں حجاب شامل ہے۔ مرد کے لئے جب وہ ڈھال پہنے اور ڈھال کے پیچھے چھپے اس کے لئے بھی لفظ قَنَاعَة استعمال ہوتا ہے۔

مفردات راغب میں امام راغب فرماتے ہیں کہ بنیادی معنی ہے ہی یہی۔ اپنے آپ کو ڈھانپ کے رکھنا یہ قناعت ہے۔ کن معنوں میں آپ پر یہ اطلاق پائے گا اس کی تفصیل میں انشاء اللہ بعد میں بیان کروں گا۔

قَنَعَ ، يَقْنَعُ قُنُوعاً : سَأَلَ وَتَذَلَّلَ۔ یعنی اللہ کے حضور یہ لفظ اطلاق پاتا ہے لوگوں کے حضور نہیں۔ کہ سوال کیا خدا سے اور بے حد تذلل اختیار کیا۔ اور جو خدا نے دیا پھر اس پر راضی ہو گئے۔ یعنی دعائیں عمر بھر کیں، رو رو کر کیں لیکن جو نہیں ملا اس پر شکوہ نہیں۔ جو خدا نے دے دیا اس پر راضی ہو گئے۔ اور یہی مضمون آپ کے بچوں پر بھی اطلاق پائے گا جب آپ ان کو سمجھائیں گی اور رہنے کے سلیقے سکھائیں گی۔

قَنَعَتِ الاِبِلُ وَالشاۃُ مَالَتْ لِمَاْوٰهَا وَ اَقْبَلَتْ نَحْوَ اَصْحَابِهَا. اونٹ یا بکری جب اپنی پناہ گاہ کی طرف لوٹتے ہیں تو کہتے ہیں یہ بھی قناعت ہے۔ مثلاً جب آپ کے بچے باہر نکل کر آپ کی طرف لوٹیں گے تو یہ بھی ان کا ایک قناعت کا انداز ہے۔ یعنی باہر سے راضی نہ ہونا اور گھر سے راضی ہو جانا۔

قَنَعَ الجَبَلَ۔ یہ چھٹا معنی بہت ہی عظیم الشان معنی ہے۔ جس کا مطلب ہے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا۔ اور یہاں قناعت میں یہ مطلب نہیں ہے کہ بلندی نہ حاصل کر سکے اور راضی ہو جائے۔ قناعت کا یہ مطلب بنے گا کہ جتنی طاقت، استطاعت ہے اس کو پوری طرح استعمال کرے۔ اور پھر اس کے نتیجے میں جو سربلندی حاصل ہو وہ حاصل ہو کر رہے۔ یہ بھی قناعت کے لغوی معنوں میں داخل ہے۔ اور ایک ساتواں معنی بھی تھا وہ کہیں رہ گیا ہے غالباً۔

بہرحال اب میں آپ کے سامنے تفصیل بیان کروں گا اس مضمون کی۔ میں نے بتلایا تھا کہ قرآن کریم میں مختلف آیات ملتی ہیں جن میں قناعت ہی کا مضمون ہے۔ ان میں سے صرف دو آیات میں مثال کے طور پر آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

سورة طٰه میں آیت ۱۳۲۔ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰي مَا مَتَّعْنَا بِه اَزْوَاجاً مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الحَيٰوةِ الدُنْيَا . لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ. وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰي۔ اپنی آنکھیں کھینچ کر اس طرف نہ پھیلاؤ یعنی تمہاری نظریں پیچھا نہ کریں جو ہم نے دنیا میں بسنے والے جوڑوں کو عارضی نعمت کے طور پر عطا کیا ہے۔ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ یہ اس لئے عطا فرمایا ہے کہ ان کی اس دنیا میں آزمائش کی جائے۔ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰي اور اللہ جو رزق عطا فرماتا ہے یا اس نے تمہیں عطا فرمایا ہے وہی بہتر ہے اور وہی باقی رہنے والا ہے۔

اب دیکھیں حرف بحرف قناعت کا مضمون ہے۔ غیروں کو جو کچھ عطا ہوا اس پر حرص نہ کرو، ان پر حسد نہ کرو، اس پر رشک کی نگاہ نہ ڈالو۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس پر راضی ہو جاؤ جو اللہ نے تمہیں عطا فرمایا ہے۔ اور یاد رکھو کہ جو خدا عطا فرماتا ہے وہ تھوڑا بھی ہو تو بہتر ہے اور اَبْقٰی ہے ہمیشہ کے لئے باقی رہنے والا ہے۔ تو قناعت کے مضامین، تو قرآن کریم میں ہر طرف پھیلے پڑے ہیں۔ اور یہ آیت جو میں نے مثال کے طور پر پیش کی ہے یہ بڑی وضاحت کے ساتھ اس مضمون کو بیان فرما رہی ہے۔

پھر فرمایا سورة البقرہ آیت ۲۷۴۔ لِلْفُقَرآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ لاَ يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْباً فِي الاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ . تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ. لاَ يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا. وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِه عَلِيْمٌ۔ کہ یہ صدقات لِلْفُقَرَآءِ فقراء کے لئے ہیں۔ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ جو خدا کی راہ میں روک دیے گئے یعنی خدا تعالیٰ کی راہ میں انہوں نے گویا قید، صعوبت برداشت کی محض اللہ کی خاطر ان کو ایک جگہ محصور کر دیا گیا۔ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وہ زمین میں چلنے پھرنے اور گھومنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اب یہاں فی سبیل اللہ روک دیا گیا میں ایک ان کے نفس کی خواہش بھی شامل ہے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بہت سے اصحاب الصفہ ایسے تھے جو رسول اللہ

آنحضور ﷺ کی محبت میں آپؐ کے قرب کی خواہش میں انہوں نے گویا خود اپنے پر سفر حرام کر لیا تھا۔ اور بعض دفعہ ان کو بھوک ستاتی تھی تو باہر جا کر لکڑیاں کاٹ لایا کرتے تھے۔ یعنی قناعت کا مضمون ہر پہلو سے ان پر چسپاں ہو رہا تھا۔ اس تھوڑے سے رزق پر گزارہ کر رہے تھے جو لکڑیاں کاٹنے کے نتیجے میں محض بھوک مٹانے کے لئے کافی ہوتا تھا۔ اور اس بات پر قناعت تھی کہ آنحضرت ﷺ جو کچھ فرمائیں وہی ہمارے لئے کافی ہے۔ آپ کا چہرہ دیکھنا ہی ہمارے لئے کافی ہے۔ پس دیکھیں قرآن کریم تو قناعت کے مضامین سے بھرا پڑا ہے اور کثرت سے ایسی احادیث ملتی ہیں جو ان آیات کی تشریح میں آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ کے اسوہ کو پیش کرتی ہیں۔

فرمایا يَحْسَبُهُمُ الجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ وہ اتنا بچتے ہیں اپنے فخر کو ظاہر کرنے سے کہ ان کی اس غیرت کو جو انہوں نے اپنے اوپر پردہ سا ڈال رکھا ہے غیر سمجھتا ہے کہ یہ امیر لوگ ہیں۔ ان کو ضرورت ہی کوئی نہیں۔ **اب یہ بھی قناعت کا ایک بہت ہی باریک مضمون ہے جس کو قرآن کریم نے تَعَفُّف کے ذریعہ سے ظاہر فرمایا** ۔ وہ بچتے ہیں لوگوں پر اپنی غربت کے اظہار سے۔ اور حیا کرتے ہیں اس بات سے کہ لوگوں پر ان کی غربت ظاہر ہو۔ پس حیا کے پردے کو بھی قناعت ہی کہتے ہیں اور قناعت کے لفظی معنوں میں پردہ داخل ہے۔

پھر فرمایا. تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ اے محمد ﷺ تو ان کے چہروں کی نشانیوں سے ان کو پہچانتا ہے۔ بولتے نہیں۔ لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا کبھی بھی وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے۔ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ اور جو کچھ تم خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہو اللہ اس کا علم رکھتا ہے۔ یہاں بھی دو معنے ہیں۔ ایک یہ کہ تم لوگ جو ان پر مخفی ہاتھ سے خرچ کرو گے اس لئے کہ ان کی غیرت کو للکارا نہ جائے۔ یہ حیا کا پردہ بھی رکھیں اور خاموشی سے قبول بھی کر لیں۔ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ اللہ اس کا خوب علم رکھتا ہے۔ اس لئے یہ خیال نہ کرنا کہ اللہ کی خاطر تَعَفُّف کرنے والے، بچنے والوں کے اوپر جو تم چھپے ہوئے ہاتھ سے خرچ کرو گے اللہ کو اس کا علم نہیں۔

اب اس مضمون پر بھی روایات ملتی ہیں، حیرت انگیز روایات۔ صحابہ راتوں کو نکل جاتے تھے اور یہ سمجھ کر کہ شاید یہ محتاج ہو کسی کے ہاتھ میں کچھ تھما کے نکل جایا کرتے تھے۔ اور بعض دفعہ امیروں کو بھی دے دیتے تھے لیکن اخفاء کا اس قدر شوق تھا کہ دنیا کی نظر میں یہ نیکی نہ آئے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ جو مال بھی تم خرچ کرتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے۔ اور اس کے علاوہ یہ لوگ جن کا گزارہ نہایت معمولی طور پر لکڑیاں بیچ کر ہوا کرتا تھا یہ بھی خرچ کرتے تھے اور ان کا خرچ قناعت کا ایک عظیم الشان مضمون پیش کر رہا ہے۔ **کیونکہ پاس کچھ نہ ہو یا جتنا ہو اس میں سے کچھ خرچ کرو یہ قناعت ہے** ۔ اور ثابت ہے صحابہ کی روایات سے کہ یہ لوگ خدا کی راہ میں جتنی توفیق ملتی تھی کچھ بچاتے تھے اور خرچ بھی کرتے تھے۔ پس قناعت کا مضمون جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے بے انتہا وسیع ہے اور انسانی زندگی کے ہر شعبے پر پھیلا پڑا ہے۔

خواتین سے خصوصیت سے اس کا تعلق ہے کیونکہ قَنَعَ کا بنیادی مطلب ہی پردہ اوڑھنا ہے۔ چہرے کو ڈھانپنا قناعت کا لفظی ترجمہ ہے۔ اور باقی جتنے معانی میں نے بیان کئے ہیں وہ اسی لفظی ترجمے سے نکلے ہیں۔ **عورت تبھی قانع ہوگی جب وہ اپنے آپ کو ڈھانپے گی** ۔ ورنہ اس لفظ کے بنیادی مضمون سے ہی وہ غافل ہے۔ اس پہلو سے آپ کو اپنی **بچیوں کی تربیت کا ایک بہت اچھا گُر** ہاتھ آگیا۔ آپ کی بچیاں جو باہر نکلتی ہیں اور باہر کے ماحول میں جا کر چہرے سے پردے اٹھا دیتی ہیں ان کو بتانا چاہئے کہ اللہ جانتا ہے جو تم کر رہی ہو۔ اور قناعت کا تقاضا یہ ہے کہ تم اپنے بدن کو سمیٹ کر اور اپنے چہرے کو جس حد تک چلنے پھرنے کے لئے ضروری ہے اس حد تک ننگا کرو اور باقی حصے کو ڈھانپو۔

پس دوسرا امر جو اس ضمن میں آپ کو پیش نظر رکھنا چاہئے اس سائل کو قانع کہتے ہیں جو اسے جو کچھ دیا جائے اس پر راضی ہو جائے۔ پس اس سلسلہ میں آپ **اپنے بچوں کی تربیت اس طرح کریں کہ ان کو جو کچھ آپ دیں اس پر وہ راضی ہو جایا کریں** ۔ اور پیچھے پڑ کر مانگنے کی عادت نہ ہو۔ کیونکہ بچوں کو علم ہونا چاہئے کہ مائیں ان کو جو کچھ دیتی ہیں وہ اپنی طاقت کے مطابق دیتی ہیں، استطاعت کے مطابق دیتی ہیں۔ پس اس سے بڑھ کر ان سے مطالبہ کرنا ویسے ہی حماقت ہے۔ اور خواہ مخواہ تکلیف میں ڈالنے والی بات ہے۔ کیونکہ بچے جب اس سے بڑھ کر مطالبہ کرتے ہیں جو ماؤں کے پاس ہے اس کا لازمی نتیجہ نکلتا ہے کہ مائیں پھر جائز ناجائز کا فرق بھول جاتی ہیں اور اپنے بچوں کی ضرورت پورا کرنے کے لئے ناجائز طریق پر بھی کچھ حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ بعض ماؤں کے متعلق میرے علم میں آتا رہتا ہے کہ وہ اپنے خاوندوں کی چوری جائز سمجھتی ہیں اس لئے کہ اس کی جیب سے کچھ نکالا اور بچوں پر خرچ کر دیا۔ یہ بھی قناعت کے خلاف ہے۔ اگر قناعت ہوتی تو ہرگز ایسا کام نہ کرتیں۔

اور بچوں کو بھی سکھانے کی ضرورت ہے کہ جو ہم قناعت کرتی ہیں بعض دفعہ، یہ نہیں کہ غربت کی وجہ سے کر رہی ہیں کیونکہ **قناعت کا ایک معنی یہ ہے کہ توفیق ہو اور پھر بھی کسی اعلیٰ غرض کی خاطر بچایا جائے** ۔ اس معنی کے اعتبار سے آپ کی جماعت کو قناعت کی بے انتہا ضرورت ہے۔ اور بچوں کو اگر آپ شروع سے سمجھا دیں کہ ہم جو قناعت کر رہی ہیں اس غرض سے کہ تبلیغی ضروریات پوری ہوں، ہمیں مہمان نوازی کرنی ہے، بہت لوگوں کے حق ادا کرنے ہیں، غیر قومیں آ رہی ہیں ان کی دیکھ بھال، ان کی تواضع کرنی ہے تو اگر ہم بچائیں گی نہیں تو کیسے خرچ کریں گی۔

پس قانع ہو جانا مال کے ہوتے ہوئے یہ اعلیٰ درجہ کی خوبی ہے اور اگر آپ بچوں کو شروع سے ہی سمجھا دیں تو بچے بھی اس ثواب میں شریک ہو جائیں گے۔ بچپن سے ہی ان کی نہایت اعلیٰ درجہ کی تربیت ہوگی۔ وہ دل میں یقین کر لیں گے کہ ہم بھی اس سارے نظام کا حصہ بن چکے ہیں اور ہمیں جو غربت کی وجہ سے تکلیف پہنچ رہی ہے یہ اللہ کی خاطر ہے۔ اور ہماری مائیں محبت کی کمی کی وجہ سے ہمارے اوپر ہاتھ نہیں روکتیں بلکہ محبت میں زیادتی کی وجہ سے روک رہی ہیں کیونکہ **محبت کے اعلیٰ تقاضے یہ ہیں کہ بچوں کی ایسی عمدہ تربیت کی جائے کہ وہ خدا کے قریب تر ہوں نہ کہ اس سے دور ہٹ رہے ہوں** ۔ تو بچپن ہی میں لفظ قناعت نے آپ کو پردہ سکھا دیا۔ ان بچیوں کو پردہ سکھا دیا ہے جو سمجھتی ہیں کوئی فرق ہی نہیں پڑتا۔ کیونکہ قرآن کریم نے لفظ قانع کا جہاں جہاں بھی استعمال کیا، جن آیات میں یہ معنے بیان فرمائے ہیں وہاں پردے کا مضمون داخل ہے۔ اب قناعت کیوں نہیں کرتیں بچیاں۔ اس لئے کہ گھر میں اپنے عزیز اور محرم جب ان کو دیکھتے ہیں تو انکو کافی نہیں سمجھتیں۔ اور یہاں بھی قناعت کا مضمون ہے جو اطلاق پاتا ہے۔ ان کو غیر آنکھیں چاہئیں جو ان کو دیکھیں اور ان کی تعریف کریں اور ان کے لئے اپنے دل میں ایک حرکت محسوس کریں۔ پس یہ قناعت کے خلاف ہے۔ قناعت میں جو پردے کا مضمون ہے اس کا اِس سے گہرا تعلق ہے۔

پس اپنی بچیوں کو سکھائیں کہ وہ اگر سر ڈھانپ لیتی ہیں اور پیچھے سے کھلے بال چھوڑ دیتی ہیں تاکہ وہ پیچھے لہراتے رہیں اور دیکھنے والے بڑے پیار سے ان کو دیکھیں تو یہ قناعت کے خلاف ہے۔ قناعت اسی میں ہے کہ اپنی زینت کو بھی چھپا کے رکھیں۔ اور صرف ان پر اپنی زینت ظاہر کریں جن کو خدا اجازت دیتا ہے۔ جب ان پر آپ زینت ظاہر کریں گی یا ان پر کریں گی جن کی نگاہوں میں اللہ تعالیٰ نے تَعَفُّف ڈالا ہے اور حیا رکھی ہے وہ بدنیتی سے نہیں دیکھتے تو اس صورت میں قناعت کا مضمون پوری طرح صادق آئے گا۔ آپ کے معاشرے میں بچیوں کو یہ سکھانا بہت ضروری ہے اور سمجھانا ضروری ہے کیونکہ ایسا سمجھانا جو محض لفظی ہو وہ کام نہیں دے گا قناعت کا سارا مضمون سمجھانا پڑے گا۔ بچپن سے ہی ان کی تربیت کرنی ہو گی تاکہ جب وہ باہر جائیں تو اس بات پر قانع ہوں کہ اللہ نے جن کے لئے اجازت دی ہے کہ ان کے سامنے وہ بے شک بال پھیلا لیں اور وہ بد نظر سے ان کو دیکھ ہی نہیں سکتے محرم لوگ ہیں اس پر قانع ہو جائیں۔ اور غیر لوگوں کی گندی آنکھوں سے لذت محسوس نہ کریں۔ اب یہ بات سمجھانے کی ضرورت ہے۔ غیر جب دیکھے گا گندی نظر سے دیکھے گا۔ تو کیوں پسند کرتے ہو اپنے لئے کہ تمہارے لئے غیروں کی ناپاک نظریں اٹھ رہی ہوں اور تم پر حرص کر رہی ہوں۔ یہ چیز رفتہ رفتہ تمہیں کھینچ کر غیر معاشرے کی طرف لے جائے گی۔ یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ ہم تو معمولی سا دکھاوا کر رہی ہیں۔ یہ معمولی دکھاوا ہیں نہیں ٹھہرا کرتا۔ بلکہ قناعت کے نتیجے میں ہی انسان صبر اختیار کرتا ہے اور قناعت کا فقدان ہو تو انسان ایک جگہ ٹھہرا ہی نہیں کرتا۔ تو لفظ قناعت میں دیکھو کتنے کتنے معانی پوشیدہ ہیں۔ اور ان سب پر آپ نظر رکھیں تو آپ کو خدا تعالیٰ کے فضل سے تربیت کے گہرے حکمت کے راز معلوم ہونگے۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے مرد کا حجاب اس کی ڈھال ہے۔ اس کے پیچھے چلتا ہے۔ تو اس لئے اس کو ڈھال کہتے ہیں کہ وہ ایک قسم کا حجاب ہے۔ اسی لئے فقر کے لئے جب وہ پردہ کرتا ہے تو وہ بھی حجاب کہلاتا ہے۔

اب جہاں تک اللہ کے حضور مانگنے کا تعلق ہے تو اس میں تذلّل اختیار کرنا ضروری ہے۔ اور پیچھے پڑ کر مانگنا چاہئے۔ یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ قناعت کر لو جو اللہ نے دے دیا بس کافی ہے۔ یہ فیصلہ خدا کرے گا کہ کتنا دینا ہے۔ مگر اس فیصلے کے اندر آپ کا تذلّل اور آپ کا مانگنا بھی تو شامل ہے اس کے بعد وہ فیصلہ کرتا ہے۔ پس بعض لوگ ایسے فقیر ہوتے ہیں جو ہٹتے ہی نہیں جب تک ان کو مل نہ جائے۔ خدا تعالیٰ سے بھی بعض دفعہ انسان کو اسی قسم کا فقیر بننا پڑتا ہے۔ جیسا کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک بزرگ کو عادت تھی وہ مدتوں سے، سال ہا سال سے ایک دعا مانگتے چلے جا رہے تھے اور ہر دفعہ جب وہ دعا مانگتے تو آواز آتی تھی 'نامقبول'۔ تیری دعا ہم نے قبول نہیں کی۔ خدا تعالیٰ یہ سبق دینا چاہتا تھا کہ یہ لوگ بھی قانع ہیں۔ یعنی قناعت کا ایک معنی یہ ہے کہ مالک ہے وہ جتنا دے اس پر راضی رہو نہ دے تو اس پر بھی راضی رہو۔ پس یہ نہایت لطیف معنی قناعت کا اس روایت سے ثابت ہوا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات کھولنی تھی اس لئے ان کے ایک مرید کے دل میں یہ خیال ڈالا کہ تم بھی اس پہنچے ہوئے بزرگ کے ساتھ عبادت کرو۔ چند راتیں ان کے ساتھ کھڑا ہوا کرو۔ اگر یہ واقعہ نہ ہوتا تو شاید دنیا کو پتہ بھی نہ چلتا کہ ان کا کیا حال تھا۔ وہ چند دن، تین دن کے متعلق آتا ہے غالباً وہ پاس کھڑا ہوا۔ وہ دعائیں کرتے تھے تو ساتھ کا آدمی سنتا بھی تھا۔ جیسے بعض دفعہ انسان اگرچہ سرگوشی میں بات کر رہا ہوتا ہے لیکن ساتھ والے آدمی کو آواز آ رہی ہوتی ہے۔ وہ سنتا رہا کہ کیا دعائیں مانگ رہے ہیں۔ اور ہر دعا کے بعد جو الہام ہوا وہ اس نے بھی سنا۔ وہ تھا کہ تیری دعائیں نامقبول، میں کوئی قبول نہیں کر رہا۔ تیسرے دن وہ تھک گیا کیونکہ قانع نہیں تھا۔ اس کو قناعت کا یہ مضمون معلوم ہی نہ تھا کہ **قناعت کا مطلب ہے مالک جو چاہے دے، جو چاہے نہ دے اس پر قناعت کرو** ۔ چنانچہ وہ بول پڑا اس نے کہا آپ عجیب انسان ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے میں نے نہیں قبول کیں آپ ضد چھوڑ ہی نہیں رہے اور بار بار وہ دعا مانگ رہے ہیں۔ عین اس وقت بڑی شدت کا الہام ہوا کہ اے میرے بندے میں نے تیری ساری عمر کی دعائیں قبول کر لیں۔ اس کو کہتے ہیں قناعت۔ یعنی خدا کی مرضی پر قناعت کر جانا مگر مانگتے چلے جانا، مانگتے چلے جانا۔ نہیں چھوڑنا اس کا پیچھا۔ پھر وہ جو بھی دے اس پر راضی ہو جاؤ۔ پس آپ اپنے بچوں کو بھی سمجھائیں کہ اس رنگ میں دعائیں کیا کریں۔ مانگتے رہیں، مانگتے رہیں، پھر اللہ کی مرضی ہے وہ نہ دے تو پھر بھی راضی ہو اس کو قناعت کہتے ہیں۔ جس طرح حضرت مصلح موعودؓ عرض کرتے ہیں ؎

راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہو

یہ قناعت کا ایک مضمون ہے جو نہایت عمدگی کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ نے بیان فرمایا۔

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے رؤیا، کشوف

(قسط نمبر ۲- آخری)

مرتبہ: مرزا خلیل احمد قمر صاحب

اللہ تعالیٰ سچے رؤیا، کشوف کے ذریعہ اپنی ہستی کا ثبوت عطا فرماتا ہے۔ اور یہ نعمت امام وقت کو خاص طور پر عطا کی جاتی ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو بھی اس برکت سے وافر حصہ عطا کیا گیا ہے۔ حضور کے یہ رؤیا و کشوف اور الہامات ہمیشہ ہی احباب جماعت کیلئے ایمان کی تازگی اور قلب و روح کی بالیدگی کا باعث بنتے رہے ہیں۔ یہ بابرکت کلمات اللہ تعالیٰ کے نور کی وہ خوشبو رکھتے ہیں جن سے ہر احمدی کا سینہ اللہ کی محبت سے مہک اُٹھتا ہے۔ ان کا یکجائی مطالعہ روحانی لذت کی ایک ناقابل بیان کیفیت رکھتا ہے۔ یہ روحانی مائدہ احباب جماعت کی خدمت میں پیش ہے۔

اسماء الٰہی کے متعلق نادر نکتہ

حضور نے ۳؍مارچ ۱۹۹۵ء کے خطبہ جمعہ میں رویا بیان فرمائی۔

دس تاریخ کو میں نے یہ بات کی اور پیر کی رات کو یعنی دو دن بعد رات کے آخری حصہ میں تہجد سے پہلے صرف ایک منٹ کی ایک چھوٹی سی رویا دیکھی اور رویا میں دیکھتے دیکھتے مجھے یہ محسوس ہوا کہ یہ میں کیا کر رہا ہوں اور کیا ہو رہا ہے اپنے اختیار میں بات نہیں تھی... بات چھوٹی سی تھی۔ دلچسپ تھی مگر مجھے اس وقت رویا کے دوران یہ احساس ہوا کہ یہ معاملہ تو جاری رہنے والا معاملہ ہے رویا کے ساتھ ختم ہونے والی بات نہیں۔ چنانچہ جب میں اُٹھا ہوں تو وہی سوچ جاری رہی۔ رویا ختم ہو چکی تھی اور کئی دن تک اس نے میرے ذہن پر قبضہ کئے رکھا۔ میں نے کہا تھا کہ عید کے بعد کسی خطبے میں بیان کروں گا۔ لیکن چند دن پہلے میری بڑی بیٹی نے بڑی منت سے کہا کہ آپ کو پتہ نہیں کہ کتنی ہمارے دل میں بے چینی پیدا ہو گئی ہے کہ ہم پتہ تو کریں کیا ہے۔ یا بتانا نہیں تھا یا بتایا ہے تو جلدی بتائیں ورنہ یہ جو ہر وقت کہ پتہ نہیں کیا بات تھی اور انہوں نے کہا یہ صرف میری سوچ نہیں بلکہ جو مجھے ملتی ہیں۔ خواتین کہتی ہیں اپنے ابا سے سفارش کرو کہ جلدی بتائیں تو اب میں آپ کو بتاتا ہوں وہ کیا بات ہے۔

وہ اسمائے الٰہی سے متعلق ایک ایسا نکتہ خدا نے ہاتھ میں تھمایا جس سے خدا تعالیٰ کے فضل سے اسماء الٰہی پر حقیقت میں غور کرنے کا ایک لامتناہی رستہ کھُل جاتا ہے اور اس عجیب انداز سے ہے کہ انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا کہ کسی انسان کی ذاتی سوچ سے اس بات کا تعلق ہو۔ دفتر میں بیٹھا ہوا ہوں ملاقات کا وقت ہے اور ایک احمدی دوست ایک غیر احمدی شاعر کو اپنے ساتھ لاتے ہیں اور کہتے ہیں انہوں نے ایک سوال کرنا ہے تو میں کہتا ہوں ہاں کریں سوال۔ تو وہ یہ سوال کرتے ہیں کہ میں ایک قدامت پسند شاعر ہوں اور ترقی پسند شعراء مجھے ہر وقت کہتے ہیں کہ تم بھی ترقی پسند بن جاؤ۔ ہماری طرح کے خیالات پیش کرو اور قدامت پسندی ٹھیک نہیں ہے تو آپ میری راہنمائی کریں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ کیا میں قدامت پسند رہوں یا ترقی پسند بن جاؤں۔ تو ان کا یہ سوال سننے کے بعد میں نے ان سے کہا دیکھیں مجھے تو آپ کا سوال ہی درست نظر نہیں آرہا۔ میرے نزدیک تو کوئی تفریق قدامت پسندی اور ترقی پسندی کی شاعری میں ہو ہی نہیں سکتی۔ وجہ یہ ہے کہ شعر حسن کے گرد گھومتا ہے۔ جس طرح پروانہ شمع کے گرد گھومتا ہے اگر حسن سے شعر کا تعلق نہ ہو تو وہ شعر نہیں ہے اور حسن خدا کے اسماء سے پھوٹتا ہے اور اسماء الٰہی کا جو حسن ہے اس میں زمانہ نہیں پایا جاتا ہے۔ اس لئے قدامت پسندی اور ترقی پسندی کی کوئی تفریق زمانے کے لحاظ سے بیچ میں داخل کی ہی نہیں جا سکتی۔

یہ جب میں بیان کرتا ہوں تو ان کی آنکھیں جیسے محبت سے پگھلتی ہیں اس طرح ان کی آنکھوں میں ایک عجیب سرور سا پیدا ہو جاتا ہے تو یہ لگتا ہے کہ میں نے پوچھی تو چھوٹی سی بات تھی آپ نے تو بڑی بات بتادی اور ہمہ تن گوش، اگلا حصہ سننا چاہتے ہیں کہ میں مزید اس مضمون کو کھولوں تو رویا ختم ہو گئی اور زیادہ سے زیادہ ایک منٹ یا اس سے بھی کم کے عرصہ میں یہ گفتگو ہوئی اور جب میں اُٹھا تو ذہنی لحاظ سے وہ رؤیا جاری رہی۔ اس رویا کا دائرہ تو ختم تھا لیکن سوچیں جو چلائی گئی تھیں وہ مسلسل جاری رہیں اور اس پر میں نے غور کیا تو میں اس بات پر حیران رہ گیا کہ اسماء الٰہی کی بحث میں کبھی کسی مفسر نے اس پہلو سے بات نہیں چھیڑی کہ خدا کے اسماء پر وہ تعریف صادق آتی ہے۔ جو صَرف میں عام طور پر ملتی ہے کہ اسم میں زمانہ نہیں پایا جاتا ہے اور اگر اسم میں زمانہ نہ پایا جائے تو ایک ازلی ابدی مضمون آنکھوں کے سامنے ظاہر ہوتا ہے اور بہت ہی گہرا مضمون ہے جس پر مسلسل زندگی کا غور جو ہے وہ بھی اس پر حاوی نہیں ہو سکتا۔

لیکن یہ سوچتے سوچتے مجھ پر یہ بات روشن ہوئی کہ صرفی تعریف تو بہت ہی ناقص ہے اور یہ تعریف کہلانے کی مستحق ہی نہیں ہے کیونکہ تعریف وہ ہوتی ہے جو جس کی تعریف کی جائے۔ جس مضمون کی یعنی اس کی حد بندی کی جائے اس کی ہر جنس کے ہر حصے پر حاوی ہو اور یہ تعریف خدا کے سوا کسی اور اسم پر آتی ہی نہیں۔ تو صرفی جن اسماء کی باتیں کرتے ہیں ان پر تو یہ تعریف صادق آ ہی نہیں سکتی۔ اور جس پر آتی ہے اس کے متعلق کبھی کسی مفسر نے نہیں لکھا کہ تعریف اس ذات پر صادق آتی ہیں۔ اس ضمن میں جب میں نے اور غور کیا تو بہت سی باتیں ایسی سامنے آئیں جن میں سے چند میں آج آپ کے سامنے کھولتا ہوں۔ (الفضل انٹرنیشنل ۱۴؍اپریل ۱۹۹۵)

جماعت احمدیہ کی عالمی تائید کی خوشخبری

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رات رویا میں ایک خوشخبری دی اور وہ خوشخبری میں چاہتا ہوں جماعت کو آج بتادوں کیونکہ دراصل جماعت کی ہی خوشخبری ہے۔

میں نے دیکھا کہ کثرت کے ساتھ صرف پاکستان میں نہیں بلکہ دنیا میں دوسری جگہوں پر بھی لوگوں میں جماعت کی نصرت کی توجہ پیدا ہو رہی ہے اور جس طرح طوفان میں موج در موج لہریں اُٹھتی ہیں اس طرح لکھوکھہا آدمی جن کا جماعت سے تعلق نہیں ہے وہ جماعت کی امداد کیلئے دوڑے چلے آرہے ہیں یہ نظارہ مسلسل اس طرح رویا میں دکھائی دیتا رہا۔ اور بعض دفعہ بعض ملکوں کی بھی نشاندہی ہوئی اور اس وقت مجھے تعجب بھی ہوا کہ بظاہر تو ان کے ساتھ ان باتوں کا کوئی تعلق نہیں مثلاً امریکہ کے مغرب سے بھی جو سان فرانسسکو اور لاس انجلیز وغیرہ کا علاقہ ہے مغربی ساحل، کیلفورنیا سٹیٹ ہے جو زیادہ تر مغرب میں شمالاً جنوباً چلتی ہے۔ اس طرف سے بھی لاکھوں آدمی جماعت کی مدد کیلئے دوڑے آرہے ہیں اور باہر کی دنیا سے بھی مشرق میں بھی یہی نظر آرہا ہے اور پاکستان میں بھی یہ لہریں اُٹھ رہی ہیں۔ اُس نظارے کے بعد جو بالعموم تموج کی شکل میں تھا یعنی انسان دکھائی نہیں دے رہے تھے لیکن یوں معلوم ہوتا تھا کہ موج در موج مخلوق خدا جماعت کی مدد کیلئے متوجہ ہو رہی ہے بلکہ ایک دفعہ تو یوں لگا کہ جیسے میں کہوں کہ بس کافی ہو گئی۔ بس کرو۔ اتنی ضرورت نہیں لیکن لہریں پھر اٹھتی ہوئی دوبارہ ساحل سے ٹکرا کر جس طرح چھلک کر باہر آپڑتی ہیں۔ اس طرح میں نے ان کو دیکھا تو بیک وقت یہ احساس ہونے کے باوجود کہ یہ انسانی مدد ہے نظارہ وہ موجوں کا سا رہا۔

رویا سے آنکھ کھلی تو اس وقت حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا یہ الہام تعبیر کے طور پر میری زبان پر جاری تھا کہ... تیری نصرت خدا کے ایسے مردمیدان بندے کریں گے جن کو اللہ تعالیٰ خود وحی کے ذریعے اس بات پر آمادہ فرمائے گا۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ اس نئی صدی کے پہلے سال میں اس رؤیا کا دکھایا جانا محض کسی عارضی مفاد سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ یہ آئندہ زمانے میں جماعت کی نصرت کا خیال قوموں میں لہر در لہر موج در موج اٹھے گا اور مختلف ملکوں میں خدا تعالیٰ غیروں کے دل میں بھی جماعت کی تائید میں اُٹھ کھڑے ہونے کیلئے ایک حرکت پیدا کرے گا۔ ایک توجہ پیدا فرمائے گا۔ اور کثرت کے ساتھ... جماعت کو ایسے انصار ملیں گے جو جماعت سے نہ بھی تعلق رکھتے ہوں تو اللہ تعالیٰ کی وحی کے تابع یعنی وحی بعض دفعہ خفی بھی ہوتی ہے۔ ضروری نہیں کہ الہام کی شکل میں لفظوں میں وہ ظاہر ہو مگر خدا تعالیٰ کی طرف سے چلنے والی تحریکات کی روشنی میں ان کے دل جماعت کی مدد کیلئے متوجہ ہوں گے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۵؍فروری ۱۹۹۷ء، صفحہ ۳)

شادی کے سلسلہ میں رؤیا

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں۔

قادیان میں ۴۶-۱۹۴۵ء کی بات ہے کہ جب میں نے ان (سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ) کے ساتھ شادی کا پیغام دینے کا فیصلہ کیا۔ حضرت مصلح موعود کی عادت تھی کہ بیٹوں سے بھی پوچھا کرتے تھے اور بیٹیوں سے بھی پوچھا کرتے تھے۔ اپنی مرضی نہیں ٹھونستے تھے لیکن اگر کوئی غلط فیصلہ ہو تو اسے سمجھا دیا کرتے تھے کہ یہ مناسب نہیں ہے اس طرح ایک بہت ہی اعلیٰ پاکیزہ افہام و تفہیم کے ماحول میں سب کے رشتے طے کئے گئے تو میں نے جب ان سے شادی کا فیصلہ کرنا تھا تو اس سے پہلے استخارہ کیا اور رؤیا کی حالت میں یعنی جاگتے ہوئے نہیں بلکہ نیند کی حالت میں الہام ہوا اور اس کے الفاظ یہ تھے کہ

"تیرے کام کے ساتھ اس کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا"

اس وقت مجھے بڑا تعجب ہوا کہ میرے کون سے کام ہیں؟ وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا۔ کہ آئندہ خدا تعالیٰ مجھ سے کیا کام لے گا۔ لیکن اس میں یہ عجیب پیغام تھا کہ عملاً کاموں میں ان کو شرکت کی اتنی توفیق نہیں ملے گی۔ لیکن میرے تعلق کی وجہ سے خدا ان کو میرے کاموں میں شریک فرمادے گا۔ اور ان کو بھی اس کا ثواب پہنچتا رہے گا۔ اس ثواب میں یہ ہمیشہ بڑے صبر اور رضا کے ساتھ حصہ لیتی رہیں اور ان کیلئے مجھ سے جس حد تک تعاون ممکن تھا ہمیشہ کیا لیکن خاص طور پر قادیان کے اس سفر کا میرے دل پر بہت گہرا اثر تھا۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۵؍اپریل ۱۹۹۲ء)

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کی بیماری

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جب ایک دفعہ دُعا کی تو ایک عجیب رؤیا دیکھی۔ جس کی وجہ سے مجھے تسلی ہوئی۔ لیکن بعد کے حالات سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کی خاص شان تھی ایک خاص رنگ میں اس نے تسلی کا اظہار فرمایا لیکن اس کے باوجود تقدیر بدلنے کا کوئی سوال نہیں تھا تقدیر اپنی

جگہ قائم رہی۔ رؤیا میں میں نے دیکھا کہ ان کی والدہ آپا امۃ السلام ایک گھر میں کھڑی ہیں اور گھر کا نقشہ اسطرح ہے جس طرح بیت الحمد لمبائی میں ہے اور یہاں تقریباً ۲-۳ چوتھائی جگہ کے سامنے وہ یوں اس طرف منہ کر کے جدھر سے میں آرہا ہوں کھڑی ہیں اور بائیں ہاتھ ایک نالی سے پار ایک کچن یعنی باورچی خانہ ہے جسمیں کوئی کھڑا ہے اور کھانے پکے ہوئے ہیں اور آپ میرا انتظار کرتی ہیں۔ پھر مجھے دیکھ کر خوشی سے کہتی ہیں کہ وہ آگیا ہے اور گھر کی حالت وہ یہ مجھے بتاتی ہیں کہ ساری نالیاں بند ہیں اور کھانا ساتھ تیار ہے لیکن اس طرف نہیں آسکتا اور کوئی نہیں کھا رہا۔ اور کچن میں بالکل ٹھیک اسی طرح کھانا موجود ہے ساتھ یہ کہا کہ ایک دفعہ پہلے بھی اس طرح نالیاں بند ہوئی تھیں۔ جب یہ آیا تو اس نے کوئی چیز چلائی اور آسمان کی طرف اڑ کر کوئی چیز گری اور نالیاں کھل گئیں۔ اب پھر ایسا ہی ہوگا کہ نالیاں کھل جائیں گی۔ تو اسپر صبح اُٹھ کر مجھے یہ تعبیر سمجھ آئی کہ پہلے جب دل کی بیماری کا حملہ ہوا ہے تو اس وقت بھی معدہ کسی چیز کو قبول نہیں کرتا تھا۔ اور الٹ دیتا تھا۔ اور ہمیں وجہ سمجھ نہیں آرہی تھی۔ ڈاکٹروں نے ہر قسم کی دوائیں دیں لیکن کارگر ثابت نہیں ہوتی تھیں۔

جب ہسپتال میں داخل کرائی گئیں تو پتہ لگا کہ دل کی نالیاں بند ہیں اور نالیاں بند ہونے کی وجہ سے یہ ساری تکلیف تھی۔ چنانچہ ڈاکٹروں نے وہ نالیاں کھولیں اور بعد میں انجو پلاسٹی بھی ہوئی۔ لیکن اس وقت تو وقتی طور پر سنبھال لیا اور پھر جب امریکہ لے کر گئے تو انہوں نے کہا کہ یہ نالیاں کھولنی پڑیں گی اور اس وقت تو مجھے یہ ذہن میں نہیں تھا لیکن جب یہ خواب آئی تو مجھے پہلے دفعہ سے مراد یہی نظر آئی۔

(روزنامہ الفضل ۱۵/اپریل ۱۹۹۲ء صفحہ ۲)

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کے متعلق

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

آصفہ بیگم کے وصال سے تقریباً دو ہفتے پہلے تہجد کے وقت جب آنکھ کھلی تو ذہن میں الفاظ کے بغیر ہی بعض اشعار کا مضمون مترنم تھا۔ بحر معین تھی اور قافیہ و ردیف "دم اعجاز" "قدم اعجاز" وغیرہ کی تال پر تھے۔ صبح میں نے اس مضمون کو دو شعروں کے سانچے میں ڈھالا اور ہسپتال جاکر آصفہ بیگم کو یہ شعر سنائے تو انہیں بہت روحانی تسکین ملی اور نمناک آنکھوں میں جذبات تشکر جھلملانے لگے۔ میں نے انہیں کہا کہ یہ نظم مکمل ہو جائے گی تو آئندہ جلسہ پر خواتین کے اجلاس میں مونا بیٹی سے کہوں گا کہ ہماری موجودگی میں پڑھ کر سنائے۔ بعد ازاں ان کی زندگی میں یہ نظم مکمل کرنے کا وقت میسر آیا نہ دماغ۔ ہر روز مرض میں نئی پیچیدگیاں پیدا ہونے لگیں ہر شب کی دُعائیں اس پیچیدگی کے قدم روک لیتیں۔ لیکن ایک فکر سے نجات ملتی تو ایک دوسری دامنگیر ہو جاتی۔ رفتہ رفتہ یہ تقدیر واضح نقش کے طور پر ابھر آئی کہ روزمرہ قبولیت دُعا اور شفا کی یہ جھلکیاں محض دلداری اور نرم سلوک کا مظہر ہیں ورنہ تقدیر مبرم کو کوئی دُعا ٹال نہیں سکتی۔ جب یہ رمز و کنایہ مجھ پر روشن ہو گیا تو ایک رات میں نے بارگاہ الٰہی میں اس مضمون کا رونا رویا۔ لیکن کامل طور پر حدود بندگی اور حد ادب کے اندر رہتے ہوئے میں نے عرض کیا کہ مجھے شبہ سا پڑ رہا ہے مگر قطعی طور پر صرف تو جانتا ہے کہ تو کیا مقدر فرما چکا ہے مجھے تو یہ بھی اعتماد نہیں کہ جو مانگوں وہ کہیں خیر کے پردے میں شر نہ نکلے۔ پس حضرت موسیٰؑ کے الفاظ میں میری التجا یہی ہے کہ (اے میرے رب اپنی بھلائی میں سے جو کچھ تو مجھ پر نازل کرے میں اس کا محتاج ہوں)

دوسرے روز جب میں نے بی بی کو اختصار کے ساتھ یہ روئیداد سنائی تو رونے کی آواز تو نہ آئی مگر آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ ان کی وفات تک میں یہی سمجھتا رہا کہ اپنی بے چارگی کی حالت میں رو رہی تھیں مگر وفات کے بعد مجھے فائزہ اور امۃ القدوس نے بتایا کہ وہ اپنی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے رو رہی تھیں کہ میں ان کی تکلیف کو اتنا محسوس کر رہا ہوں۔ اور سخت کرب میں مبتلا ہوں۔

نظم کے جو پہلے دو شعر ان کی زندگی میں ہوئے تھے وہ صرف لفظی تبدیلیوں کے ساتھ اس طرح پوری نظم میں شامل ہیں۔ پہلے مصرعے میں بقا کی بجائے شفاء کا لفظ تھا۔ اور تھا کی بجائے ہے کا۔ گویا مصرعہ یوں تھا تری شفا کا سفر ہے قدم قدم اعجاز۔

تری بقا کا سفر تھا قدم قدم اعجاز
بدن سے سانس کا ہر رشتہ دم بدم اعجاز
ترا فنا کے افق سے پلٹ پلٹ آنا
دُعا کے دوش پہ نبضوں کا زیر و بم اعجاز

(روزنامہ الفضل ۲۹/اپریل ۱۹۹۲ء صفحہ ۱)

جینوں سائیاں رکھے انوں نہ مارے کوئی

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کی بیماری کے سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"اس ضمن میں ایک چھوٹا سا دلچسپ واقعہ بھی سنا دوں اور اس سے انسان کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ بعض دفعہ ضروری نہیں کہ الہام ہو لیکن ایسے واقعات ہوتے ہیں۔ جو خدا کی طرف سے پیغام بن جاتے ہیں۔ اور انسان ان کو پیغام کے طور پر سمجھ لیتا ہے اور اس کی پہچان کے بھی واضح نشانات ہوا کرتے ہیں۔ جس وقت ان کی بیماری نے شدت اختیار کی اور ڈاکٹر نے بالآخر ہمیں بتایا کہ دل کا شدید حملہ ہے اور (دل مکمل فیل ہو جانے کی حالت) Complete Heart Failure میں جا چکی ہیں اس وقت دُعا کے بعد میں لیٹا تو میں نے ٹیلی ویژن خبروں کیلئے آن کیا لیکن عجیب بات ہے کہ اس چینل پر خبروں کی بجائے پنجابی کی ایک قوالی یہاں انگلستان میں آرہی تھی اور وہ قوالی یہ تھی (مجھے لفظ تو پورے یاد نہیں) کہ۔

جینوں سائیاں رکھے انوں نہ مارے کوئی

جس سائیں نے رکھنے کا فیصلہ کیا اس کو مار کوئی نہیں سکتا اور قوالوں کی طرح وہ اس مصرعے پر اڑا ہوا تھا۔ یہی کہے جا رہا تھا۔ اچانک مجھے خیال آیا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ میری دُعا کا جواب دے رہا ہے کہ یہ مریض وہ ہے جس کو مارنے کی پوری کوشش کی گئی۔ مگر خدا نے فیصلہ کیا ہوا ہے کہ نہیں مارنے دینا۔ اس لئے تم لوگ کچھ نہیں کر سکتے۔ جو مرضی کر لو خدا نے اس مریض کو نہیں مرنے دینا۔

اب یہ دل کا ایک تاثر ہو سکتا تھا لیکن اسی شام جب میں ہسپتال بیوی سے ملنے گیا تو انہوں نے یہ عجیب بات بتائی کہتے ہیں کہ اس ہسپتال میں تو نہ کوئی گانے نہ شور نہ ٹیلی ویژن۔ دل کی (انتہائی نگہداشت) Intensive Care ہے آواز بھی باہر سے نہیں آتی۔ جس وقت میرا ای سی جی ہو رہا تھا۔ اس وقت اچانک کہیں سے ایک ٹیلی ویژن یا ریڈیو آن ہوا ہوگا۔ تو یہ آواز بار بار پنجابی گانے آرہی تھی کہ:

جینوں سائیاں رکھے انوں نہ مارے کوئی

اب اس ہسپتال میں میں بار بار گیا ہوں۔ میں نے ایک دفعہ بھی نہ ریڈیو کی آواز سنی نہ ٹیلی ویژن کی آواز سنی اور (انتہائی نگہداشت Intensive Care) میں ویسے بھی آوازیں نہیں پہنچا کرتیں لیکن خدا نے یہ بتانا تھا الہام کی ایک قسم ہے اللہ تعالیٰ دنیا کی آوازوں کے ذریعے جو کہ عام قانون جاری ہیں ایک پیغام پہنچا دیتا ہے اور اسے تقویت دینے کی خاطر ایسے رنگ میں اس کو دوہراتا ہے کہ انسان کیلئے شک کی گنجائش نہ رہے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۹/نومبر ۱۹۹۰ء صفحہ ۶)

خدائی راہنمائی یا اتفاقات

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دُعا کی قبولیت کے سلسلہ میں فرماتے ہیں۔

قبولیت دُعا کے سلسلے میں مجھے تو کسی قسم کی لفظی تصدیق کی ضرورت نہیں۔ جب دُعا کرتا ہوں تو میرا دل فوراً گواہی دیتا ہے کہ یہ دُعا قبول ہو گئی ہے... مختلف کیفیات ہیں ہر تجربہ ایک الگ کیفیت کا حامل ہوتا ہے جب محسوس کرتا ہوں کہ میری دُعا قبول ہو گئی ہے تو اس قبولیت کا عملی اظہار جس تفصیل سے ہوتا ہے۔ اسے محض اتفاق یا حادثہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ پورے وثوق سے یہ بات دل میں گڑ جاتی ہے کہ یہ احساس کسی خواہش پر نہیں بلکہ ایک ٹھوس سچائی اور حقیقت پر مبنی ہے۔

اسی طرح کبھی کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ دُعا کرتے وقت اگرچہ الہاماً تو نہیں بتایا جاتا کہ میری دُعا قبول ہو گئی لیکن قرآن کریم کی کوئی آیت اچانک میرے دل پر نازل ہو جاتی ہے جس کا بہت گہرا ربط اس مسئلہ سے ہوتا ہے جس کے حل کیلئے میں دُعا کر رہا ہوں تو میں سمجھ لیتا ہوں کہ یہ ایک پیغام ہے اور اس امر کی علامت ہے کہ میری دُعا قبول ہو گئی ہے۔

کچھ لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ بقول ان کے دُعا کرتے وقت انہیں بھی اس قسم کے پیغام کا تجربہ تو ہوا لیکن نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلا۔ بات یہ ہے کہ میرا تجربہ ان سے بالکل مختلف ہے۔ میں جب دُعا کرتا ہوں تو واقعات ایک ترتیب اور تسلسل سے نمودار ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ جنہیں کسی صورت میں بھی محض اتفاق نہیں قرار دیا جا سکتا۔ یہاں تک کہ کسی ملحد یا منکر کیلئے بھی انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ میں آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں۔

یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب میں اپنی بیگم اور بچوں کے ہمراہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں سفر کر رہا تھا۔ مجھے اندیشہ تھا کہ ایک نووارد کی حیثیت سے بعض شہروں میں کہیں راستہ نہ بھول جاؤں اس امکان کے پیش نظر میں دُعا میں لگ گیا۔ اچانک ذہن میں قرآن کریم کی ایک آیت کوند گئی۔ مجھے اطمینان ہو گیا کہ اب نہ تو راستہ بھولوں گا اور نہ ہی بھوک پیاس کی وجہ سے کسی قسم کی پریشانی لاحق ہو گی۔

آدھی رات کے بعد کوئی ڈیڑھ بجے کے قریب ہم شکاگو پہنچ گئے شکاگو ایک وسیع و عریض شہر ہے اور میلوں تک پھیلا ہوا ہے عین ممکن ہے کہ ایک سرے سے دوسرے سرے تک اس کی لمبائی ۹۶ میل سے قریب رہی ہو۔ ہو سکتا ہے یہ اندازہ درست نہ ہو۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ شہر کے ایک سرے سے دوسرے تک فاصلے بہت طویل ہیں۔ اتفاق کی بات ہے میرے پاس شہر کا نقشہ بھی نہیں تھا۔ میں نے اپنی بیگم اور بچوں سے کہا کہ وہ کار ہی میں اطمینان سے سو جائیں۔ میں خود گاڑی چلا رہا تھا پہلے چند مرتبہ سیدھے ہاتھ مڑا اور چند مرتبہ الٹے ہاتھ اور خاصی دیر تک گاڑی چلاتا رہا۔ میں نے ایک پٹرول پمپ پر گاڑی روکی اور وہاں سے مسجد احمدیہ میں فون کیا۔ پتہ چلا کہ مسجد احمدیہ دو ایک گلیوں پر قریب ہی ہے۔

اس سے ملتا جلتا واقعہ ناروے میں بھی پیش آیا ہم نے ایک راہ چلتے شخص سے انگریزی زبان میں یہ پوچھا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ ہمارے میزبان کہاں رہتے ہیں اس نے بڑے اطمینان سے جواب دیا ہاں بے شک وہ تو میرے پڑوسی ہیں اور ساتھ والے مکان میں رہتے ہیں۔

ہالینڈ میں بھی ایسا ہی تجربہ ہوا۔ ہم نے وہاں کچھ بچوں سے پوچھا بچو کیا بتا سکتے ہو کہ مسجد احمدیہ کہاں ہے؟ وہ بولے مسجد احمدیہ؟ واہ یہ کوئی بات ہے۔ مسجد تو قریب ہی ہے آیئے ہمارے ساتھ آیئے"

ایسے واقعات بار بار اور ایک تسلسل اور تواتر کے ساتھ ہوئے اور اس انداز سے ہوئے ہیں کہ میرے لئے یہ کہنا ناممکن ہو گیا کہ میں انہیں محض اتفاق یا حادثہ کہہ کر ٹال دوں۔

(مرد خدا صفحہ ۳۴۷ تا ۳۵۰)

لجنہ اماء اللہ کا خاص تیر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ مرکزیہ میں ۱۶؍اکتوبر ۱۹۸۲ء کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

مجھے اپنی ایک بیس، پچیس سالہ یا شاید اس سے بھی پہلے کی خواب یاد آگئی جو بھولی بسری تھی۔ بہر حال اس کا تعلق اس مضمون سے ہے اور اس کا تعلق لجنہ اماء اللہ سے بھی ہے ایک رنگ میں اسلئے گو مختصر میں نے اس کو وہ خواب بتائی مگر خیال آیا کہ لجنہ کے پہلے اجلاس میں میں اپنی وہ خواب پیش کروں گا۔ وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا اس زمانے میں، کسی ایسے مطلب سے، جس نے بعد میں اپنے وقت پہ آکے ظاہر ہونا تھا۔ ایک خواب آئی اور تعجب پیدا کر کے چلی گئی۔ لیکن بعد کے وقت نے اس کا ایک اور مضمون کھولا جس کا اب کے وقت سے تعلق ہے۔

وہ خواب یہ تھی کہ ایک کمرے میں کچھ غیر از جماعت دوست ہیں اور کچھ احمدی علماء جو مناظرے کے فن کے ماہر ہیں وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ باقاعدہ مناظرہ تو نہیں ہو رہا۔ لیکن ایک بے تکلف سوال و جواب کی مجلس چل رہی ہے اور رفتہ رفتہ جو مخالف گروہ ہے اس کے اندر پاک تبدیلی کے کچھ آثار نظر آتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان میں سے ایک شخص نے یہ سوال کیا کہ ہم نے آپ لوگوں پر اتنے مظالم کئے ہیں کہ اگر آپ غالب آگئے تو آپ ہم سے بدلے اُتاریں گے۔ اسلئے کسی قیمت پہ بھی احمدیت کو غالب نہیں آنے دینا کیونکہ اگر تم لوگ غالب آگئے تو ہمیں اپنے ظلم یاد ہیں، ان ظلموں کو یاد کر کے تم ہم سے بدلے اُتارو گے۔ اس لئے ہمارے قومی مفاد میں ہے کہ آپ لوگ غالب نہ آئیں۔ جب اس نے یہ سوال کیا تو ہمارے علماء کوئی جواب دینے لگے لیکن میرے دل میں ایک بے چینی سی پیدا ہوئی کہ یہ تسلی بخش اور صحیح جواب نہیں دے رہے۔ میری چونکہ اس وقت عمر بھی چھوٹی تھی (میں جیسا کہ گزارش کی ہے پچیس سال یا اس سے لگ بھگ یا اس سے پہلے کی خواب ہے) تو مجھے کچھ شرم محسوس ہوئی کہ میں آگے بڑھ کر جواب دوں جبکہ سلسلہ کے چوٹی کے علماء اور بزرگ موجود ہیں۔ لیکن پھر بے چینی بڑھ گئی اور میں نے محسوس کیا کہ اب یہ شرم کا وقت نہیں رہا۔ مجھے آگے آنا چاہئے چنانچہ میں نے کھڑے ہو کر جو اعلان کیا ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ اس وقت میں حیران تھا کہ میں یہ کیا کلمات کہہ رہا ہوں۔ نہ اس وقت زبان پہ اختیار تھا، نہ اُٹھنے کے بعد سمجھ آئی کہ میں یہ کیا بات کر رہا ہوں۔ میں نے اس طرح بات شروع کی کہ

”میں لجنہ اماء اللہ کے ان تیروں میں سے ہوں جو خاص اہم وقت کیلئے بچا کے رکھے جاتے ہیں اور اپنے وقت پر انہوں نے استعمال ہونا ہے لیکن بعض اوقات ایسی ہنگامی ضرورت پیش آجاتی ہیں کہ ان بعد کیلئے بچائے ہوئے تیروں کو وقت سے پہلے بھی استعمال کرنا پڑتا ہے۔ آج ایک ایسا ہی وقت ہے۔“

یہ اعلان ہے جو میں نے کیا اور حیران تھا کہ میں یہ کیا بات کہہ رہا ہوں اور کیوں کہہ رہا ہوں۔ کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی اور نہ اُٹھنے کے بعد سمجھ آئی۔ اس لئے یہ خواب فراموش ہو گئی ذہن سے۔ اگلی بات میں ان سے یہ کہتا ہوں کہ آپ نے جو سوال کیا ہے اس کا صحیح جواب میں آپ کو دیتا ہوں ہمارے اور آپ کا مقابلہ ایسا مقابلہ نہیں ہے جیسے دو دشمنوں کا مقابلہ ہوا کرتا ہے۔ ہمارا اور آپ کا مقابلہ تو عاشق اور معشوق کا، محبت کرنے والے اور محبوب کا مقابلہ ہے۔ جب محبت کرنے والے کو اپنے محبوب پر فتح نصیب ہوتی ہے تو وہ بدلے نہیں اُتارا کرتا۔ وہ پاؤں پڑتا ہے اور منتیں کرتا ہے اور کہتا ہے ہم سے جو غلطی ہوئی تم وہ معاف کر دینا۔ تم نے جو دکھ دیئے ہم نے ان کی لذتیں پائیں۔ لیکن ہم سے جو کوتاہیاں ہوئیں اور ہم تمہارے پیچھے پڑے اور تمہاری دلآزاریاں ہو گئی ہوں گی ہم ان کی معافی چاہتے ہیں۔ اس لئے عاشق کی فتح تو یہ رنگ رکھتی ہے۔ اس میں محبوب کیلئے کسی خوف کا سوال ہی نہیں۔ پہلے بھی وہ گرا رہتا ہے، بعد میں بھی گرتا ہے اور قدموں پہ جھکتا ہے جب میں یہ کہتا ہوں تو اطمینان کی ایک عجیب لہر دوڑ جاتی ہے مدمقابل گروہ پر اور وہ پوری طرح مطمئن ہو جاتے ہیں کہ ہاں، ان سے ہمیں کسی حالت میں خوف نہیں۔ خواہ یہ غالب ہوں خواہ یہ مغلوب ہوں ان سے سوائے رحمت کے اور کچھ ہماری طرف جاری نہیں ہوگا۔ (الفضل ۷؍نومبر ۱۹۸۲ء)

فتح و ظفر کی خوشخبری

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ مورخہ ۶ نومبر ۱۹۸۴ء میں فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے مجھے رؤیا کے ذریعہ کچھ خوشخبریاں عطا فرمائیں اب پھر ایک بہت ہی پیارا کشفی نظارہ دکھایا جو میں آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ چند روز یا تقریباً دو ہفتے پہلے کی بات ہے میں نے اچانک ایک نظارہ دیکھا کہ اسلام آباد جو کہ انگلستان میں ہے اور اس وقت انگلستان کیلئے ہمارا یورپین مرکز ہے وہاں میں اس کمرے میں داخل ہو رہا ہوں جس میں ہم نے نماز پڑھی تھی اور اسی طرح سب دوست صفیں بنا کر انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں عین امام کے مصلے کے پیچھے چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ اس عمر کے نظر آرہے ہیں جو ۱۵، ۲۰ سال پہلے کی تھی۔ انہوں نے وہی رومی ٹوپی پہنی ہوئی ہے جو پرانے زمانے میں پہنا کرتے تھے اور نہایت ہشاش بشاش نظر آتے ہیں اور عین امام کے پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے دیکھتے ہی وہ نماز کی خاطر اُٹھ کر کھڑے ہوئے۔ میں ان کی طرف بڑھنے لگا کہ پوچھوں چوہدری صاحب آپ کب آئے آپ تو بیمار تھے اچانک کیسے آنا ہوا کہ اسی کے ساتھ نظارہ جاتا رہا۔ آنکھیں کھلی تھیں مگر یہ سارا منظر آنکھوں کے سامنے آگیا۔ تو اللہ تعالیٰ ایسی خوشخبریاں بھی عطا فرما رہا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی نصرت اور اس کے ظفر کے وعدے انشاء اللہ تعالیٰ جلد پورے ہوں گے۔

سلامتی کی بشارت

فرمایا اس کشفی نظارہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک اور کرم فرمایا اور وہ یہ کہ جن دنوں پاکستان کے حالات کی وجہ سے بعض راتیں شدید کرب میں گزریں تو صبح کے وقت اللہ تعالیٰ نے بڑی شوکت کے ساتھ الہاماً فرمایا ”السلام علیکم“ اور یہ آواز بڑی پیاری، روشن اور کھلی آواز تھی جو مرزا مظفر احمد صاحب کی معلوم ہو رہی تھی یعنی یوں لگ رہا تھا جیسے انہوں نے میرے کمرے کی طرف آتے ہوئے باہر سے ہی السلام علیکم کہنا شروع کر دیا ہے اور داخل ہونے سے پہلے السلام علیکم کہتے ہوئے کمرے میں آرہے ہیں۔ چنانچہ اس وقت تو خیال بھی نہیں تھا کہ یہ الہامی کیفیت ہے کیونکہ میں پوری طرح جاگا ہوا تھا لیکن اس وقت جو ماحول تھا اس سے تعلق کٹ گیا تھا۔ میرا فوری رد عمل یہ تھا کہ میں اُٹھ کر باہر جا کر ان سے ملوں لیکن اسی وقت یہ کیفیت ختم ہو گئی اور مجھے پتہ چلا کہ یہ تو خدا تعالیٰ نے بشارت دی ہے اور اس میں نہ صرف یہ کہ السلام علیکم کا وعدہ دیا گیا ہے بلکہ ظفر کا وعدہ بھی ساتھ عطا فرما دیا ہے کیونکہ مظفر کی آواز میں السلام علیکم پہنچانا یہ ایک بہت بڑی اور دوہری خوشخبری ہے۔ پہلے بھی ظفر اللہ خاں ہی خدا تعالیٰ نے دکھائے اور دونوں میں ظفر ایک قدر مشترک ہے۔ (خطبہ جمعہ ۶ نومبر ۱۹۸۴ء)

غموں کا ایک دن اور چار شادی

حضرت امام جماعت احمدیہ نے ۱۴؍دسمبر ۱۹۸۴ء کو ہالینڈ کی ایک مجلس عرفان میں فرمایا:

”میرے یہاں آنے سے تین چار دن پہلے کی بات ہے میں نے ایک رؤیا دیکھی جو اس مفہوم میں منفرد تھی کہ میں نے رؤیا میں چار آدمی دیکھے اور بیداری کے بعد مجھے احساس تھا کہ ان چاروں کے نام بشیر ہیں ان کے علاوہ ایک خاتون بھی دیکھی جو شادی شدہ ہیں اور ان کا نام بشریٰ نہیں ہے اور خواب میں مجھے یہ علم بھی ہے لیکن پھر بھی میں خواب میں ان کا نام بشریٰ ہی سمجھتا ہوں۔ خواب میں جب میں اس خاتون کو بشریٰ کے نام سے بلاتا ہوں تو مجھے یہ احساس بھی ہے کہ یہ کسی بشیر نامی شخص کی بیٹی نہیں لیکن ساتھ ہی میں اسے بشیر نامی شخص کی بیٹی بھی سمجھتا ہوں اور وہ پانچواں بشیر ہے۔ رؤیا میں مجھے اپنے خیالات پر کنٹرول حاصل نہیں۔ میں اس خاتون کو بشریٰ کے نام سے بلاتا ہوں اور اسے بشیر نامی شخص کی بیٹی سمجھتا ہوں۔ جبکہ اس کے والد کو میں جانتا ہوں کہ اس کا نام یوسف ہے بشیر نہیں۔

رؤیا میں سب سے پہلے بشیر نامی شخص جو مجھے ملتے ہیں وہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ہیں۔ وہ مجھے بہت احترام سے ملتے ہیں اور میں بڑا اچنبھا محسوس کرتا ہوں کیونکہ ان کی حین حیات ان کی ساری زندگی میں میرے دل میں ان کے لئے دوسرے ہر احمدی کی طرح بڑا احترام تھا۔ اور چونکہ میں ان کا بھتیجا بھی تھا اسلئے میرے دل میں احترام اور محبت کا جذبہ اور بھی بڑھ کر تھا۔ لیکن جب وہ مجھے خواب میں ملتے ہیں تو وہ میرے خلیفہ ہونے کی وجہ سے مجھ سے اس قدر احترام اور تابعداری کا اظہار فرماتے ہیں کہ مجھے گھبراہٹ ہوتی ہے۔ اور میں سوچتا ہوں کہ میں ان کے اس احترام اور عزت افزائی کا سامنا کس طرح کروں۔ لیکن پھر میں یہ بھی سوچتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے چونکہ مجھے خلیفہ بنایا ہے اسلئے مجھے اس صورت حال کا سامنا کرنا ہی پڑے گا۔

اس کے بعد مجھے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کا خادم ملتا ہے۔ اس کا نام بھی بشیر ہے۔ اور اس کے ہاتھ میں میرے لئے دودھ کی ایک بوتل ہے۔ ان کے علاوہ ایک اور بشیر نامی نوجوان ہے جو میرے پاس رہا ہے اس کے والد وفات پاگئے تھے یا غالباً احمدیت چھوڑ گئے تھے۔ تو اس کے دادا نے اسے میرے پاس بھجوایا تھا۔ میں نے اسے کہا کہ وہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے خادم بشیر سے دودھ کی وہ بوتل پکڑ لے۔

اس کے بعد میری ایک دیرینہ زیر علاج خاتون جن کے متعلق میں جانتا ہوں کہ ان کا نام بشریٰ نہیں ہے اور نہ ان کے والد کا نام بشیر ہے۔ لیکن خواب میں میں یہی سمجھتا ہوں کہ اس کا نام بشریٰ ہے اور اس کے والد کا نام بشیر ہے۔

جب میں بیدار ہوا تو اس خواب کا اثر انتہائی حیران کن تھا۔ خواب میں چار بشیر دیکھنا بلکہ پانچواں بشیر بھی جو والد تھا۔ فوری طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر میری زبان پر آیا ہے۔

غموں کا ایک دن اور چار شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

کہ مجھے وعدہ دیا گیا ہے کہ غم کا ایک اور بشارات اور خوشیوں کے چار دن ہوں گے۔ اور پاک ہے وہ اللہ جس نے میرے دشمنوں کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔

بیداری کے بعد یہ پہلی تفہیم تھی جو میرے ذہن میں آئی اور میں سمجھ گیا کہ کیا مراد ہے“

(ماہنامہ خالد ربوہ ستمبر ۱۹۸۷ء)

فرائیڈے دی ٹینتھ

Friday the 10th

حضور ایدہ اللہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ دسمبر ۱۹۸۴ء میں فرماتے ہیں:

دو تین دن پہلے کی بات ہے بعض اطلاعات کے نتیجہ میں شدید بے چینی اور بے قراری تھی۔ ظہر کے بعد میں ستانے کیلئے لیٹا ہوں تو میرے منہ سے جمعہ جمعہ کے الفاظ نکلے اور ساتھ ہی ایک گھڑی کے ڈائل پر جہاں دس کا ہندسہ ہے وہاں نہایت ہی روشن حروف میں دس چمکنے لگا۔ یہ کوئی

خواب نہ تھا بلکہ عالم بیداری میں ایک کشفی نظارا تھا اور وہ جو دس دکھائی دے رہا تھا باوجود اس کے کہ وہ دس کے ہندسے پر دس تھا جو گھڑی کے دس ہوتے ہیں لیکن میرے ذہن میں وہ دس تاریخ آرہی تھی اور میں انگریزی میں کہہ رہا تھا Friday the 10th اور ویسے وہ گھڑی تھی اور گھڑی پر دس کا ہندسہ تھا۔ پس یہ تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ کون سا جمعہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے یہ روشن نشان عطا فرمانا ہے۔ مگر ایک دفعہ یہ واقعہ نہیں ہوا ہر دفعہ یہ ہوا ہے کہ جب بھی جماعت کے متعلق شدت کی پریشانی پیدا ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نے مسلسل خوشخبریاں عطا فرمائیں۔

اس کشفی نظارہ سے چند دن پہلے رؤیا میں اللہ تعالیٰ نے بار بار خوشخبریاں دیں اور چار خوشخبریاں اکٹھی دکھائیں جب میں اٹھا تو اس وقت میری زبان پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر تھا۔

غموں کا ایک دن اور چار شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

یعنی چار خوشخبریاں دکھانے کی حکمت یہ ہے کہ ایک غم پہنچے گا تو خدا تعالیٰ چار خوشخبریاں دکھائے گا اور دشمنوں کو بہر حال ذلیل کرے گا۔

آفات کو زائل کرنے والی خاص دُعا

حضور ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰؍ مئی ۱۹۸۶ء میں فرمایا:

رمضان شروع ہونے سے ایک دو روز پہلے کی بات ہے اللہ تعالیٰ نے ایک رات مجھے بار بار مسلسل اس دُعا کی طرف متوجہ فرمایا۔

رب کل شیءٍ خادمك رب فاحفظنا وانصرنا وارحمنا

میں یہ نظارہ بار بار دیکھتا رہا کہ ابھی کچھ آفات جماعت کے سامنے باقی ہیں ان آفات کو ٹالنے کیلئے میں مختلف دُعائیں کرتا ہوں کچھ اثر پڑتا ہے پھر بھی وہ باقی رہتی ہیں۔ پھر میری توجہ اس طرف مبذول ہوتی ہے کہ رب کل شیءٍ خادمك... کی دُعا کرنی چاہئے۔ چنانچہ جب میں یہ دُعا کرتا ہوں تو جس طرح تیزاب سے لوہے کا زنگ اتر جاتا ہے یا صبح صادق سے اندھیرے ڈھل جاتے ہیں اسی طرح وہ آفات بالکل زائل ہو جاتی ہیں اور ان کا کوئی نشان باقی نہیں رہتا۔

تو چونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بات صرف اپنے تک محدود رکھنے کیلئے نہیں بلکہ ساری جماعت کو بتانے کی خاطر مجھ پر ظاہر فرمائی ہے اس لئے میں احباب جماعت کو تحریک کرتا ہوں کہ وہ رمضان کے آخری عشرہ میں خصوصیت کے ساتھ اس دُعا کا بھی ورد کریں۔

''افسردگی جو سینوں میں تھی دور ہو گئی''

۱۸؍ اور ۱۹؍ جون ۱۹۸۷ء کی درمیانی شب کو اللہ تعالیٰ نے حضور کو اسیران راہِ مولیٰ کے متعلق ایک اہم رؤیا دکھائی جو حضور نے ۱۹ جون کو خطبہ جمعہ میں بیان فرمائی۔

''رات جو میں نے رؤیا دیکھا جس کے نتیجے میں مجھے محسوس ہوا کہ اللہ تعالیٰ یہ پسند فرماتا ہے کہ ان کے ذکر کو چھیڑا جائے وہ یہ تھا کہ۔

ایک کمرے میں کچھ ایسے اسیران راہ مولیٰ اور دیگر دکھ اٹھانے والے دکھائے گئے جن میں سے بعض کے چہرے پر تھوڑی سی تھکاوٹ کے آثار تھے۔ کچھ پژمردگی سی تھی۔ اور کچھ ایسے تھے جو باہمت بیٹھے ہوئے تھے ان کو کوئی پرواہ محسوس نہیں ہوتی تھی۔ یہ عجیب بات ہے کہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جس کو میں معین طور پر پہچان سکتا۔ میرے جتنے بھی بہت ہی عزیز اور پیارے قید ہیں ان میں سے کوئی معین آدمی سامنے نہیں آیا بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک عمومی تصویر دکھانا چاہتا تھا کہ یہ ہو رہا ہے۔

چنانچہ ان میں سے بعض جو ذرا سے پژمردہ تھے، زیادہ نہیں مگر چہرے پر غم کے معمولی سے سائے تھے ان کی خاطر میں نے ان کو مخاطب کر کے کہا کہ۔

ہم آپ کیلئے وہ سب کچھ کر رہے ہیں جو انسان کی طاقت میں ہے کوئی خانہ نہیں ہے جو ہم نے خالی چھوڑا ہو۔ کوئی اسباب کا ایسا امکانی ذریعہ نہیں ہے جس کی ہم نے شدت کے ساتھ پیروی نہ کی ہو۔ تلاش کر کے ان راہوں پر نہ چلے ہوں جن سے آپ کو کسی قسم کی مدد مل سکتی ہو۔ لیکن محض یہ زمینی ذرائع نہیں ہیں جو ہم نے اختیار کئے ہیں یا کر رہے ہیں ہم آسمان کی طرف بھی متوجہ ہیں۔ اور یہ کہتے کہتے میں دیکھتا ہوں کہ ان چہروں پر بشاشت آجاتی ہے اور ایک عجیب عزم آجاتا ہے۔ لگتا ہے ان کی کیفیت ہی بدل گئی ہے۔ ایک نیا ولولہ ہے جو ان کے چہروں سے ٹپکنے لگا ہے۔ چنانچہ میں اس مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے کہتا ہوں کہ۔

آسمان میں بھی جتنے کونے ہیں میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ ان سب کونوں تک پہنچیں گے۔ جن تک نہیں بھی پہنچے ان تک بھی پہنچیں گے اور کبھی آپ کو اکیلا نہیں چھوڑیں گے۔ کبھی آپ سے بے وفائی نہیں کریں گے۔ ہر آسمانی کونے پر ہم جائیں گے اور جو کچھ ہمارے بس میں ہے ہم آپ کیلئے کوشش کریں گے۔

جب میں ''آسمان کے کونے'' کہتا ہوں تو یہ چار کونے ذہن میں نہیں ہیں بلکہ یہ نقشہ ہے کہ آسمان پر بہت سے مخفی خانے ہیں۔ کونے ان معنوں میں کہ نظر سے اوجھل ہیں اور ان میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لئے منفعتیں اور مصلحتیں ہیں۔ مراد یہ ہے کہ ہم ان کی بھی تلاش کریں گے اور ان تک بھی پہنچیں گے اور کسی حالت میں بھی ہم اس جہاد کو چھوڑنے والے نہیں ہیں۔

یہ کہنے کے بعد مجھے اچانک خیال آتا ہے کہ یہ کہیں گے کہ زمین پر تو تم پہنچ سکتے ہو۔ ہم مان لیتے ہیں کہ ہر زمینی کوشش تم نے کی ہو لیکن آسمان کی بلندیوں پر کس طرح جاؤ گے اور کس طرح آسمان کے ہر کونے میں ہمارے لئے منفعتوں کی تلاش کرو گے؟

یہ سوال اٹھتے ہی میرے ذہن میں جواب آتا ہے اور میں ان کو یہ بتانے لگتا ہوں کہ رفتہ رفتہ خواب ختم ہو جاتی ہے اور بالکل غائب ہو جاتی ہے اور مکمل ہو جاتی ہے۔

وہ دو باتیں جو میرے ذہن میں آتی ہیں اور ان کو میں پوری طرح بتا نہیں سکا کیونکہ خواب رفتہ رفتہ غائب ہو گئی وہ یہ تھیں کہ:

اس دنیا میں بھی جو ہم کوشش کرتے ہیں وہ ساری کہاں کر سکتے ہیں۔ اور ان کوششوں کی حیثیت کیا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ان کوششوں کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ صرف ہمارا اخلاص دیکھتا ہے ہماری نیتیں جانچتا ہے۔ یہ معلوم کر لیتا ہے کہ ہم کمزوروں کی طاقت میں جو کچھ بھی تھا وہ سب کچھ ہم نے صرف کر دیا۔ صرف ایک خدا کی طاقت ہے جو دنیا کے سارے ذرائع کو ہمارے حق میں حرکت میں لے آتی ہے۔ اور گویا ہم نے دنیا کے ہر امکان کی چھان بین کر لی اور ہر امکان سے استفادہ کی کوشش کر لی۔ تو جب میں نے یہ کہا تھا کہ کوئی خانہ نہیں جو ہم نے خالی چھوڑا ہو تو مراد یہ نہیں تھی کہ ہم نے واقعتاً ہر سبب کو اختیار کر لیا ہے۔ ہر ذریعے سے تمہاری مدد کی ہے۔ مراد یہ ہے کہ ہم میں جتنی طاقت تھی وہ ہم نے کر لیا۔ لیکن خدا نے اسے قبول کیا ہے۔ اور خدا نے سارے ذرائع کو متحرک کرنا ہے۔ اسی طرح آسمان کا معاملہ ہے۔ ہم تو جتنی ہماری پہنچ ہے اس کے مطابق ہی کریں گے۔ لیکن جب میں وعدہ کرتا ہوں کہ سب کونوں تک پہنچیں گے تو مراد یہ ہے کہ ہمارا خدا سب کونوں تک ہمیں پہنچائے گا اور ہمارا خدا ہر کونے میں مخفی مصلحتوں کو بروئے کار لائے گا اور متحرک فرمادے گا۔

یہ ہے وہ مضمون جو میں ان کو سمجھانا چاہ رہا ہوں۔ مجھ پر پوری طرح واضح ہو گیا ہے لیکن اس کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ خواب ختم ہو گئی۔ لیکن دوسرا پہلو بھی مجھ پر واضح ہے اور وہ بھی میں آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں (اور یہ دونوں باتیں خدا ایک لمحے کے اندر مجھے سمجھاتا ہے)۔

وہ یہ تھا کہ ہم مرنے کے بعد جو لافانی اجر پاتے ہیں اس لافانی اجر پانے میں تو کوئی بھی ظاہراً انصاف نہیں پایا جاتا۔ ہماری عمر چھوٹی سی، ہماری دنیا کی نیک کوششیں بالکل حقیر اور معمولی سی ہیں۔ اور جب ہم مر جاتے ہیں تو اجر لافانی ہو جاتا ہے۔ یہ کیوں ہے اسے لافانی نہیں ہونا چاہئے کچھ عرصہ کے بعد جب ہماری کوشش کا پھل ختم ہو جائے۔ ہماری کمائی جہاں تک پہنچتی ہے وہاں تک جا کر وہ پھل رک جانا چاہئے۔

میں نے کہا یہ بھی وہی بات ہے، اس کا بھی وہی فلسفہ ہے کہ خدا تعالیٰ یہ بتاتا ہے کہ اگر تم ہمیشہ کے لئے زندہ رکھے جاؤ تو تب بھی وہ نیک اعمال اس تکمیل کے ساتھ نہیں کر سکتے جو میرے رضا کا اس حد تک موجب بن جائیں کہ میں تمہیں لافانی اجر دوں کیونکہ جہاں بھی تمہارا اجر کاٹوں گا وہیں تمہاری کوشش فانی ہو جائے گی اور محدود ہو جائے گی اور اس کے بعد کا زمانہ پھر لافانی ہے۔ اس لئے فانی کا لافانی سے کوئی نسبت ہو ہی نہیں سکتی۔ اگر لافانی اجر کیلئے لافانی محنت درکار ہو تو پھر اجر کا دور آہی نہیں سکتا۔ اور اگر فانی اجر کے ذریعے لافانی اجر خدا نے دینا ہی ہے تو پھر لمبی تکلیف کیوں دے۔ پھر وہ تھوڑی سی آزمائش میں ڈالتا ہے اور پھر لافانی اجر کا سلسلہ شروع فرمادیتا ہے۔

یہ مضمون خدا نے میرے دل میں ڈالا کہ میں ان کو تسلی دوں کہ ان معنوں میں ہماری کوشش آسمان کے ہر کونے تک ہو گی کہ ہم چھوٹی سی بھی چھلانگ لگائیں گے تو خدا اس کی پہنچ کو آسمان کی بلندیوں اور رفعتوں تک ممتد فرمادے گا۔ اور چند کونوں کی بھی تلاش کریں گے تو سب کونوں تک ہماری کوشش کا اثر پہنچ جائے گا۔

پس چونکہ یہ پیغام بہت اہم تھا اور میں سمجھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ جب بھی فضل لے کر آئے گا اسی طرح جماعت پر فضل لے کر آئے گا۔ خواب میں جو حصہ مجھے بتایا گیا ہے یہ صرف ان کیلئے نہیں بلکہ ساری جماعت کو بتانے والا تھا اور اس ذکر سے میں امید رکھتا ہوں کہ پاکستان کے تکلیف اُٹھانے والوں کو نئے حوصلے ملیں گے، ان کو اللہ پر نیا توکل پیدا ہو گا اور ان کے ایمان کو جو پہلے ہی بہت مضبوط ہے نئی مضبوطی عطا ہو گی۔

بہر حال ان کو دُعاؤں میں یاد رکھنا ہمارا فرض ہے۔ ان کے ذکر کو زندہ رکھنا ہمارا فرض ہے۔ اپنی محافل میں بھی، اپنے دیگر مشاغل میں بھی۔ ذکر کے ذریعہ بھی ان کو زندہ رکھیں اور دُعاؤں کے ذریعے بھی ان کی مدد کرتے رہیں۔ کیونکہ وہ ہم سب کا فرض کفایہ ادا کر رہے ہیں، ہم سب کا بوجھ اٹھانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی نصرت فرمائے اور ان کی مشکلات کو جلد تر آسان فرما دے'' (ماہنامہ خالد ربوہ اگست ۱۹۸۷ء صفحہ ۱۹تا۲۰)

ایک مبشر رؤیا

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴؍ جولائی ۱۹۸۸ء میں فرمایا۔

میں اپنی ایک مبشر رؤیا کا ذکر کر دیتا ہوں مجھے نظر آرہا ہے کہ آسمان پر ایسے فیصلے ہوئے ہیں کہ دنیا کی تقدیریں خدا کی تقدیر کے تابع بدل دی جائیں گی۔ رؤیا میں میں نے حضرت اماں جان نصرت جہاںؓ کو دیکھا تھا اور اس کا ذکر میں پہلے بھی کر چکا ہوں۔ گزشتہ عید سے پہلے میں نے رؤیا میں آپ کو دیکھا بالکل مختصر سی رؤیا تھی لیکن بالکل ایسے جیسے ایک زندہ نظارہ دیکھا جا رہا ہو اور بہت ہی عجیب کیفیت پیچھے چھوڑ جانے والی تھی آپ تشریف لائیں مجھے کہا کہ میاں ہیلی کاپٹر کا انتظام کرواور مجھے ہیلی کاپٹر پر بٹھا کر خانہ کعبہ کا طواف تو کروادو۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں اماں جان میں کرتا ہوں اور یہ رؤیا ختم ہو گئی۔ اتنی مختصر رؤیا اتنا گہرا اثر میرے دل پر چھوڑ گئی کہ ساری رات اس کی کیفیت میں میں کھویا گیا سارے بدن کو یوں جیسے کسی نے سہلا دیا ہو درد کی ایک عجیب کیفیت تھی، طمانیت کی عجیب کیفیت تھی۔ خدا تعالیٰ نے

ایک چھوٹی سی رؤیا کے ذریعہ مجھے خوشخبری عطا فرمائی۔

(خطبہ جمعہ ۲۴؍جولائی ۸۸ء)

سنت اللہ کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۱۲؍اگست ۱۹۸۸ء کو فرمایا۔

آج میری توجہ ایک رؤیا کے ذریعہ مبذول کروائی گئی ہے۔ رات میں نے رؤیا میں دیکھا کہ کچھ انگریز احمدی بیٹھے ہوئے ہیں اور ان میں سے ایک مجھ سے یہ سوال کرتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کسی تحریر کا جو آپ نے ترجمہ کیا ہے وہ مجھے درست معلوم نہیں ہوتا اور وہ ترجمہ یہ بیان کرتا ہے کہ انگریزی کا ایک محاورہ ہے History Repeats Itself کہ تاریخ اپنے آپ کو دھراتی ہے اس ترجمہ میں اس محاورے کا پہلا حصہ استعمال کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دوسرا نتیجہ نکالا ہوا ہے یعنی اردو میں بھی یہی ہے اور ترجمہ میں بھی یہی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ اس قسم کے ہیں کہ تاریخ اپنے آپ کو ضروری دہراتی ہے اور خدا تعالیٰ مجرموں کو ضرور سزا دیتا ہے۔ چنانچہ خواب میں مجھ پر یہ اثر ہے کہ میں نے ترجمہ کیا ہے کہ History repeats itself اور آگے مجھے یاد نہیں کہ الفاظ کیا تھے Punis-hment کے لفظ تھے یا کوئی اور لفظ تھے لیکن مضمون یہی تھا اس لئے چونکہ خواب کے انگریزی الفاظ یاد نہیں میں اس کو چھوڑتا ہوں لیکن بعینہ اس مضمون کو میں نے انگریزی میں بیان کیا یعنی اس کے نزدیک میری تحریر میں یہ بات تھی وہ کہتا تھا History Repeats کا یہ مطلب تو نہیں ہے۔

یعنی اعتراض یہ تھا کہ تم نے History Repeats کا دوسرا معنی کر دیا ہے حالانکہ اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کوئی دوسرے انگریز احمدی ہیں وہ میری تائید میں بولتے ہیں وہ کہتے ہیں نہیں بالکل صحیح ہے۔ اس موقعہ پر یہی محاورہ استعمال ہونا چاہئے تھا پھر میں اس کو سمجھاتا ہوں اور میں اس سے کہتا ہوں کہ دیکھو تم لوگوں کا جو دنیاوی محاورہ ہے وہ در حقیقت ایک سطحی بات تھی۔ اس میں فی الحقیقت کوئی بھی ٹھوس مضمون بیان نہیں ہوا بلکہ اس کے نتیجہ میں ابہام پیدا کر دیا گیا۔ بہت سے لوگ اس محاورے کو سنتے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ گویا تاریخ بعینہ دوبارہ اپنے آپ کو دہراتی چلی جاتی ہے، کوئی نئے نقوش دنیا میں ظاہر ہی نہیں ہوتے۔ ہمیشہ وہی چکر ہے جو دوبارہ اپنے آپ کو ظاہر کرتا چلا جاتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس طرف متوجہ فرما کر اس محاورے میں جان ڈال دی ہے کہ تاریخ اس طرح دوہرایا کرتی ہے کہ خدا کی کچھ سنتیں ہیں جن میں تم کوئی تبدیلی نہیں دیکھو گے اور بد کرداروں اور مجرموں کے حق میں وہ سنتیں پوری ہوتی رہتی ہیں۔

فضلوں کی بشارت

فرمودہ ۹؍فروری ۹۷ء کے خطبہ عید میں حضور نے خدائی فضلوں اور رحمتوں کا آئینہ دار یہ غیر معمولی واقعہ بیان فرمایا کہ گزشتہ روز آپ عصر کی نماز پڑھانے کے بعد چند منٹ تسبیح کیلئے تشریف فرما رہے پھر حسب معمول سلام کہہ کر تشریف لے گئے تو پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے آپ سے دریافت فرمایا کہ آج آپ نے سلام پھیرنے کے بعد تھوڑے سے وقفے کے بعد ایک بار پھر جو سلام پھیرا ہے تو کیا آپ نے یہ فعل ارادی طور پر کیا ہے یا بھول کر ہو گیا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ میں نے ان کو کہا کہ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ احمدیہ ٹیلی ویژن والوں نے سلام پھیرنے کا عمل دوبارہ چلا دیا ہے جس سے آپ کو یہ احساس ہوا ہے۔

حضرت صاحب نے فرمایا کہ شام کو جب معتکفین سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بھی یہی بات دریافت کی۔ اس پر حضرت صاحب نے اور لوگوں سے بھی پوچھا تو یہ بات قطعی طور پر واضح ہو گئی کہ آپ نے دو دفعہ سلام پھیرا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اگر انسان بھول کر ایسا کام کرے تو یاد دلانے پر یاد آجاتا ہے لیکن میری یادداشت یا شعور کے کسی خانے میں یہ بات کہیں محفوظ نہیں تھی۔ اس سے یہ پتہ چلا کہ جب میں نے دوسری بار سلام پھیرنے کا عمل دوہرایا ہے تو اس وقت میں مکمل طور پر اپنے شعور سے بیگانہ ہو کر کسی غیر معمولی تصرف الٰہی کے قبضہ میں آگیا تھا۔

حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ دو بار سلامتی کی خوشخبری جماعت احمدیہ پر ہونے والے کسی غیر معمولی فضل اور رحمت الٰہی کی بشارت ہے جو اس سال ظاہر ہو گا۔ اس ضمن میں حضرت صاحب نے مباہلہ کے امکانی نتائج کی طرف بھی اشارہ فرمایا۔ (الفضل ۱۲؍فروری ۹۷ء)

تیسری عالمی جنگ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۷ میں سورۃ مائدہ کی آیات ۱۱۵، ۱۱۶ کی وضاحت کرتے ہوئے اپنی ایک پرانی رؤیا کا ذکر فرمایا جو آئندہ عالمی جنگ اور اس کے نتائج کی خبر دیتی ہے۔

حضور نے فرمایا: ایسا رزق مانگا جا رہا ہے جو آخر وقت تک قوم کا ساتھ دے اور غیر معمولی طور پر ہو۔ وہ نشان میں دکھاؤں گا اور بہت غیر معمولی نشان ہو گا آیت کا ایک مطلب ہے ایک بہت غیر معمولی نشان لیکن تم نے ناشکری کرنی ہے پھر اور اگر تم ناشکری کرو گے تو پھر سزا بھی غیر معمولی ہو گی۔ نشان بھی ایسا ہو گا کہ اس کی مثال نہیں ہو گی۔

واقعہ یہ ہے کہ جس طرح رزق حضرت مسیح کی دُعا کے نتیجے میں مسیحیوں کو، مسیحی اقوام کو ملا ہے ایسے رزق کی کوئی مثال ساری تاریخ عالم میں بھی دکھائی نہیں دیتی۔ اور انہی پر ٹوٹا پڑ رہا ہے رزق سارا۔ یہ ایک نشان ہے۔

حالانکہ مسلمانوں سے انہوں نے وہ علوم سیکھے جن کے نتیجے میں ان کے رزق میں فراخی عطا ہوئی۔ ان کو خدا نے ایک مقام پہ پہنچ کے روک دیا وہاں اور ان کی محنتیں ان کی دماغی کاوشوں کو ان قوموں کی طرف منتقل کر دیا۔ جہاں سے پھر انہوں نے اس کو پکڑا اور ابھارا۔ اور رزق آسمان سے اور زمین سے دونوں سے اس طرح اترا ہے جس طرح نوح کے زمانہ میں آسمان بھی برس رہا تھا پانی اور زمین بھی اگل رہی تھی۔

دوسرا پہلو کچھ پورا ہو چکا ہے کچھ ہونا ہے۔ جو جنگوں میں ہلاکت کے ذرائع ایجاد کئے گئے ہیں امر واقعہ یہ ہے کہ ان کی کوئی مثال پہلے نہیں تھی کوئی تصور تک نہیں ملتا۔ دو جنگوں میں سے یہ گذر چکے ہیں لیکن ابھی رزق جاری ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ سزا اپنے کمال کو نہیں پہنچی وہ سزا جب اپنی تکمیل کو پہنچے گی جس کا ذکر کیا جا رہا ہے تو پھر یہ رزق والے معاملے پیچھے تاریخ کا حصہ بن جائیں گے اور وہ ابھی آنے والی ہے۔

اور مجھے ڈر یہ ہے کہ ان کو جو جرائم کی توفیق مل رہی تھی جلدی جلدی یعنی پچھلی جنگ عظیم کے بعد انہوں نے کافی سبق سیکھے Morality پہ زور دیا۔ Racism کے خلاف بہت مہمات چلائیں اور انسانیت کے حقوق پر غیر معلوی محنت کی اور جب سے (رشیا) Russia کا Collapse ہوا ہے اتنی جلدی یہ سبق بھلانے لگ گئے ہیں کہ شاید ہی دنیا کی تاریخ میں کسی قوم نے اتنی محنت سے کمائے ہوئے سبق اتنی آسانی سے بھلا دیئے ہوں یہ ڈر والی بات ہے اس سے پتہ چل رہا ہے کہ ضرور وقت قریب آرہا ہے اس سلسلے میں ایک دفعہ ایک رؤیا بھی دیکھی تھی بچوں کو اپنے سنائی تھی۔ کئی سال پہلے کی ہے۔

وہ بہت ہی واضح ہے جس سے اندازہ یہ ہوتا ہے ہو سکتا ہے کہ میں بھی دیکھ لوں وہ دور جس میں یہ خوفناک عذاب نازل ہونے ہیں اور آخری فیصلہ کن جنگ ہونی ہے۔

اور اس میں مونا بھی دکھائی گئی ہے ساتھ بچے بھی ہیں۔ مونا خاص طور پر کار میں آگے بیٹھی ہوئی ہے۔

اگر کبھی نہیں بتائی گئی تو وہ بتانی ضروری ہے وہ تو امانت ہے۔

ایسی عجیب رؤیا۔ اکثر جو رؤیا خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں وہ وہم و گمان میں ویسے آ ہی نہیں سکتیں۔

میں نے دیکھا کہ میں Russia کا نام تو نہیں ہے لیکن یہاں سے جو میرے ذہن میں سمت ہے وہ Russia کی سمت ہی ہے اور Russia کا بھی شمالی حصہ۔ وہاں ایک بہت بلند پہاڑ ہے میں وہاں کھڑا ہوں اور وہ جو ماہرین ہیں زمین کی ساخت کے Geologist کیسے بنی Ice Ages کیسے آئیں کیسے پگھلیں۔ ان میں کوئی ایک چوٹی کا ماہر ہے جو مجھ سے سبق لینے کے لئے وہاں میرے ساتھ کھڑا ہے اور مجھے کہتا ہے مجھ سے پوچھنا چاہتا ہے کہ Ice Age کس طرح تبدیل ہوتی ہے اور کس طرح اس کے بعد پھر دوسری عمر آیا کرتی ہے دوسرا زمانہ آیا کرتا ہے تو وہاں سب برفیں جمی ہوئی ہیں اور سڑکیں سی بنی ہوئی ہیں اور نالیاں نالیاں بھی سب جمی ہوئی ہیں۔ وہ چوٹی ہے لیکن پھیلی ہوئی چوٹی جس طرح سطح مرتفع ہوتی ہے۔ اسکو میں ساتھ لے کے چلاتا ہوں دیکھو یہ سب برف جمی ہوئی ہے نا ساری۔ یہاں سے جاتے ہیں یہ دیکھو یہ کنارہ۔

یہاں پہنچ کر یہ جو برف کا دباؤ ہے یہ آخر برف کو پگلا دے گا۔ اور یہاں سے پھر پانی بہنا شروع ہو گا اور پھر تیزی کے ساتھ یہ عمل بڑھ جائے گا اور ایک دفعہ جب شروع ہوا تو پھر یہ ساری برف پگھل کے تو پانیوں میں تبدیل ہو جائے گی اور age بدل جائے گی جو تم چاہتے ہو۔

اب مجھے تفصیل یاد نہیں رہی اس وقت میں نے بتائی تھی بچوں کو۔ بی بی بھی تھیں اس وقت۔ اتنی واضح تھی اور بڑی دلچسپ تفصیل اگر لکھ لیتا تو اچھا رہتا۔

اس کو میں سب سمجھا کر کہتا ہوں کہ یوں برفیں پگھلا کرتی ہیں یوں Ice Age (یعنی برف کا زمانہ) نسبتاً گرم زمانوں میں تبدیل ہو جاتا ہے تو وہ تعجب سے میری طرف دیکھتا اور کہتا ہے درست ہے یہ بات۔ اب مجھے سمجھ آئی ہے۔ حالانکہ Geologist وہ ہے اور بات بڑی سادہ سی ہے لیکن صاف پتہ چلتا ہے کہ کوئی روحانی تبدیلی کی طرف اشارہ ہے یعنی لوگ منجمد ہیں کوئی ان میں گرمی نہیں ہے۔

اس کے بعد میں وہاں سے نیچے اترتا ہوں تو نیچے ہماری کار کھڑی ہے اس میں سامان لدا ہوا ہے جیسے سفر کی تیاری ہو۔ اور بی بی وغیرہ بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ مونا بھی اگلی سیٹ پہ ہے۔ پیچھے سامان بچے طوبیٰ وغیرہ سب پیچھے بھرے پڑے ہیں تو میں یہ دیکھتا ہوں کہ وہ Russia کے پہاڑ ہیں۔ پہلے برف کا پگھلا ہوا نظارہ تھا وہ چھوٹے پیمانے پر تھا اب سارے پہاڑ بھر بھرے ہو جاتے ہیں اور چوٹیوں سے ڈھلنے لگتے ہیں۔

Wave after Wave- Wave after Wave

جس طرح لہریں چلتی ہیں اس طرح پہاڑ اتر رہے ہیں جیسے کسی نرم چیز کے ڈھیر کو زیادہ اونچا کر دیا جائے تو خود بخود ڈھلکنے لگتا ہے اور وہ ایک سمت میں آرہے ہیں اور میں دور سے دیکھتا ہوں نظارہ تو ساری دنیا بھاگی جا رہی ہے اس قدر Panic ہے قیامت آئی پڑی ہے اور دیکھتا اس سمت میں ہوں جسطرف یورپ کا باقی حصہ ہے۔

اور لوگ چھوڑ چھوڑ کے دوڑ رہے ہیں۔ اور لگتا ہے کہ اب یہ جو بُھر بُھرتے ہوئے پہاڑ ہیں یہ ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے اس وقت جو ہمارے ساتھی ہیں ان میں تھوڑی گھبراہٹ ہوتی ہے کہ کیوں نہیں میں اب جلدی چل رہا۔

(باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں)

جماعتہائے احمدیہ جرمنی کی تبلیغی و تربیتی سرگرمیاں

مجالس انصار اللہ جرمنی کی تبلیغی مساعی کی مختصر روداد

مکرم سلمان سولنگی صاحب زعیم مجلس انصار اللہ شلشٹرن کی رپورٹ کے مطابق مورخہ ۱۳؍دسمبر ۹۸ء کو ایک جرمن میٹنگ ہوئی جس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ۱۸ افراد نے شمولیت کی۔ اس میٹنگ کیلئے مکرم و محترم ہدایت اللہ صاحب ہبش مرکز کی طرف سے تشریف لائے۔ آپ نے نہایت وضاحت سے اسلام کا تعارف کروایا اور اس کے بعد اپنے قبولِ اسلام کا واقعہ نہایت پُر اثر انداز میں بیان فرمایا۔ ایک جرمن خاتون نے ۹۹ سوالات کے جوابات کی کتاب لی اور سب نے آئندہ رابطہ رکھنے کی یقین دہانی کروائی۔

یہ میٹنگ قریباً ۴ گھنٹے تک سوال و جواب کی صورت میں جاری رہی۔ نیز ایک جرمن فیملی سے مستقل اور مسلسل رابطہ ہے اور یہ فیملی نماز باترجمہ جرمن میں یاد کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو شرح صدر عطا فرماتے ہوئے جلد احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی آغوش میں لائے۔

☆-مکرم سلمان سولنگی صاحب کی رپورٹ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ۲۱ دسمبر ۱۹۹۸ء کو عرب احباب کے ساتھ میٹنگ کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ مرکز کی طرف سے مکرم محترم ڈاکٹر عبد الغفار صاحب مربی سلسلہ تشریف لائے۔ انہوں نے عرب دوستوں کو جماعت کا تعارف کروایا اور اُن کے مختلف سوالات کے جوابات دیئے۔ سوال و جواب کی یہ مجلس قریباً ۴ گھنٹے جاری رہی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۸ عرب دوستوں نے احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ الحمد للہ۔

☆-مکرم سلمان سولنگی صاحب کی رپورٹ کے مطابق ان کو تیسری تبلیغی میٹنگ کرنے کی توفیق مورخہ ۲۳؍دسمبر ۱۹۹۸ء کو ملی۔ یہ میٹنگ ایک البانین فیملی کے ساتھ تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۵ افراد نے بیعت کر کے احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں شمولیت کی توفیق پائی۔ الحمد للہ۔

اسی طرح ۲۶؍دسمبر کو سوال و جواب کی ویڈیو کیسٹ دیکھ کر Bremen سے آئے ہوئے دو البانین احباب نے احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

۳۱؍دسمبر ۱۹۹۸ء مکرم ماسٹر آفتاب احمد صاحب نے ایک البانین فیملی کو رات ویڈیو کیسٹ دکھائی۔ ان کو لٹریچر اور بیعت فارم بھی پڑھنے اور غور کرنے کیلئے دیا۔ چنانچہ اگلے روز یعنی یکم جنوری ۱۹۹۹ء کو نئے سال کے آغاز پر ہی اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ۵ افراد کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائی۔ الحمد للہ۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو مجموعی طور پر ۲۱ افراد کو احمدیت میں شامل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان نو مبائعین کے ایمان و اخلاص میں برکت ڈالے اور بہتوں کی ہدایت کا موجب بنائے۔ آمین۔

مکرم چوہدری محمد نواز صاحب گجر زعیم مجلس انصار اللہ Heilbronn اپنی تبلیغی مساعی کی رپورٹ میں تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ ۶ جنوری ۱۹۹۹ء کو ایک البانین دوست بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوئے ہیں۔

☆-مکرم سید شبیر حسین صاحب زعیم مجلس انصار اللہ Sotckstadt اپنی رپورٹ میں تحریر کرتے ہیں کہ ماہ دسمبر میں مکرم صدر صاحب جماعت کے تعاون سے ایک عرب میٹنگ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس میٹنگ میں ۱۶ احباب ۸ خواتین اور بچوں نے شمولیت کی۔ یہ تمام عرب دوست انصار احباب کے زیر تبلیغ ہیں اس میٹنگ کیلئے مرکزی نمائندہ کے طور پر مکرم محترم ڈاکٹر جلال شمس صاحب تشریف لائے۔ مکرم مربی صاحب نے جماعت کا تعارف کروایا اور اُن کے مختلف سوالات کے تشفی بخش جوابات دیئے۔ یہ میٹنگ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب رہی۔ اللہ تعالیٰ اس کے شیریں ثمرات عطا فرمائے۔ آمین۔

☆-مکرم ملک فاروق احمد صاحب زعیم مجلس انصار اللہ کاسل اوسٹ کی رپورٹ کے مطابق مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۹۹ء کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک جرمن میٹنگ منعقد کی گئی۔ یہ اس مجلس کی پہلی جرمن میٹنگ تھی۔ جس کیلئے ۲۰ جرمن احباب و خواتین کو دعوت نامے بھجوائے گئے۔ چنانچہ ان میں سے ۱۸ افراد نے شمولیت کی۔ مکرم محترم عبد الباسط صاحب طارق نے نہایت دلنشیں انداز میں اسلام اور احمدیت کا تعارف کروایا اور پاکستان کے حالات بھی بتائے۔ اس کے بعد مہمانوں کو سوالات کی دعوت دی گئی۔ ایک گھنٹہ کے تعارفی کلمات کے بعد سوال و جواب کی محفل دو گھنٹے تک نہایت خوشگوار ماحول میں جاری رہی۔ تمام مہمانوں کو مزید مطالعہ کیلئے تین تین کتابوں کا سیٹ دیا گیا۔ آخر میں مہمانوں کا شکریہ ادا کیا گیا۔ مہمانوں نے آئندہ بھی ایسی میٹنگ کرنے کی خواہش کی۔ اللہ تعالیٰ اس کے شیریں ثمرات سے نوازے اور تعاون کرنے والے دوستوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ (قائد تبلیغ مجلس انصار اللہ جرمنی)

عید ملن پارٹی اور دعوت الیٰ اللہ

ممبرات لجنہ اماء اللہ ریجن Pfalz نے مسجد دار السلام Freinsheim میں عید ملن پارٹی کا انعقاد کیا۔ اس پارٹی میں خاص طور پر زور دیا گیا کہ ہر ممبر اپنے ہمراہ زیر تبلیغ یا غیر از جماعت افراد کو لانے کی کوشش کرے اسی طرح نو مبائعات کو خاص طور پر مدعو کیا گیا۔ عید کی مناسبت سے ہال کو جھنڈیوں، بینرز اور خلفاء احمدیت کی تصاویر سے سجایا گیا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور حدیث نبویؐ سے ہوا۔ اس کے بعد سٹیج سیکرٹری نے لجنہ اماء اللہ کا تعارف، جماعت احمدیہ کا تعارف اور مہمانوں کو خوش آمدید (جرمن زبان میں) پیش کیا۔ ایک ممبر نے رمضان کی برکات، افادیت، عید کیا ہے اور عیدی وغیرہ کے متعلق آسان الفاظ میں جرمن زبان میں بتائی جسے ممبرات نے نہایت دلچسپی سے سنا۔ ایک البانین اور پاکستانی ممبر نے مل کر نعت پیش کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام "حمد و ثناء اسی کو" ترنم سے پیش کیا۔ البانین ممبرات نے محترم ہدایت اللہ صاحب ہبش کی جرمن نظمیں ترنم سے پڑھیں بعد ازاں ریجنل صدر صاحبہ نے مہمانوں کی آمد کا شکریہ ادا کیا۔ عید اور رمضان کا تعارف کروایا اور مہمانوں کیلئے لگوائے گئے بک سٹال کے بارے میں بتایا۔ آخر میں مہمانوں کو اپنے خیالات کے اظہار کرنے کیلئے دعوت دی گئی۔ چنانچہ جرمن خواتین نے نہایت اچھے الفاظ میں جماعت احمدیہ اور پروگرام کی تعریف کی اور آئندہ بھی ایسے پروگراموں میں شامل ہونے کی خواہش کا اظہار کیا ایک ممبر نے کہا کہ وہ کیتھولک مذہب سے تعلق رکھتی ہیں مگر اس پروگرام میں آکر اسلام کے بارے میں اچھی معلومات حاصل ہوئیں۔ ایک جرمن طالبہ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں اپنی کلاس فیلو کی دعوت پر پہلی مرتبہ ایسے پروگرام میں آئی ہوں۔ یہ پہلا اتفاق ہے کہ ایسے پروگرام میں آئی اور بہت متاثر ہوئی ہوں اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ مسلمان اپنا Fest کتنے اچھے طریقے سے مناتے ہیں اور مجھے یہ پروگرام بہت اچھا لگا ہے۔ ایک سکول ٹیچر نے بھی اس پروگرام کو پسند کیا جو اپنی طالبہ کی دعوت پر آئی تھیں۔ اس پروگرام میں مختلف قومیت کی قریباً ۲۰ خواتین شامل ہوئیں۔ ۱۰ نو احمدی البانین ممبرات اور ترک جرمن زیر تبلیغ خواتین شامل ہوئیں۔ آخر میں مہمانوں کی تواضع پاکستانی کھانوں سے کی گئی۔ مہمانوں نے بک سٹال سے کافی لٹریچر بھی حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج سے نوازے۔

(رپورٹ: امینہ خالد، ریجنل صدر Pfalz)

دعوت الیٰ اللہ کے میدان میں بائرن ریجن کی کارکردگی

البانین معلم مکرم اسماعیل ناظمی صاحب نے مختلف مواقع پر پیغام حق پہنچایا۔

کم و بیش تین صد افراد کا قبول حق

دعوت الیٰ اللہ کے میدان میں ریجن بائرن ایک خاص مقام رکھتا ہے۔ ریجن کی مجالس Augsburg اور Herzbruck کو متعدد تبلیغی پروگرام کروانے کی توفیق ملی۔ مجلس Augsburg تبلیغی میدان میں بہت نمایاں کام کرنے کی سعادت پا رہی ہے۔ اور ہر ماہ کثرت سے تبلیغی نشستوں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ فروری میں مجلس کو ۶ تبلیغی نشستیں کروانے کی توفیق ملی۔ ۶ فروری کو البانین دوستوں کے ساتھ ایک پروگرام رکھا گیا۔ جس میں ہمارے البانین معلم مکرم اسماعیل ناظمی صاحب تشریف لائے۔ میٹنگ کا انتظام شہر کے ایک لاگر میں کیا گیا تھا۔ میٹنگ کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم اور اس کے البانین ترجمہ سے ہوا۔ جس کے بعد دوستوں کو جماعت کا تعارف کروایا گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے متعلق دوستوں کو تفصیلاً سمجھایا گیا۔ بعد ازاں زیرِ تبلیغ احباب کے سوالات کے احسن جوابات دیئے گئے۔ الحمد للہ کہ اس نشست سے ۱۳۳ افراد نے بیعت کرنے کی سعادت پائی۔ اسی روز ایک اور جگہ بھی ایک تبلیغی نشست کا انتظام کیا گیا تھا۔ جس میں ۶۸ افراد کو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت کی توفیق ملی۔ ان کے علاوہ مجلس اوگس برگ کو مزید چار تبلیغی نشستیں کروانے کی توفیق ملی۔ اسی طرح مجموعی طور پر ۲۵۶ بیعتیں کروانے کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ ان نو احمدی احباب کو ثباتِ قدم عطا فرمائے اور جو جوش دعوت الی اللہ کا اس مجلس کے خدام میں پایا جاتا ہے وہ اُن میں بھی سرایت کر جائے۔ آمین۔ مجلس Herzburck میں ۱۵ فروری کو ایک تبلیغی نشست کا اہتمام کیا گیا۔ اس موقع پر مکرم اسماعیل ناظمی صاحب تشریف لائے اور حاضر زیر تبلیغ افراد کو احسن رنگ میں جماعت کے عقائد بتلائے۔ اُن کی اس تقریر کے بعد دوستوں کو سوالات کرنے کی دعوت دی گئی۔ مختلف البانین احباب نے سوالات کئے جو کہ عموماً جماعت کے بنیادی عقائد سے متعلق تھے۔ الحمد للہ کہ مکرم اسماعیل صاحب نے ان کے تسلی بخش جوابات دیئے اور اسی طرح آخر پر ۱۴ احباب نے بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ اللھم ثبت اقدامھم

شریف جیولرز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔

دوکان: 0092-4524-212515

رہائش: 0092-4524-212300

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

ESTD:1898

MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES

M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS

NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT

BANGALORE - 560002 INDIA

☎: 6700558 FAX: 6705494

بقیہ صفحہ: (13)

میں ان سے کہتا ہوں کہ مجھے کوئی فکر نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وہ رستے بنائے ہوئے ہیں جن سے میں آرام سے نکل جاؤں گا اس لئے کوئی گھبراہٹ نہیں آرام سے بیٹھو تیاری کرو اور دروازے بند کر کے پھر ہم کار سٹارٹ کرنے لگتے ہیں تو خواب ختم ہو گئی۔

اس سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ جو جنگ عظیم آئے گی آئندہ۔ اس میں کوئی دھماکہ Russia کی طرف سے پہلے ہو گا۔ کوئی آغاز وہاں سے ہو گا۔ اور پھر جس طرح پہاڑ بُھرتے ہیں۔ اس طرح ہو گا مجھے بعد میں خیال آیا کہ قرآن کریم نے جو یہ فرمایا ہے سورۃ طٰہٰ میں (خدا تعالیٰ پہاڑوں کو اکھاڑ پھینکے گا اور چٹیل میدان بنادے گا)

تو یہ تو اس کی تعبیر ہے بالکل۔ اور وہ کھلا کھلا منظر ہے آئندہ قوموں کی ترقی اور ان کے تنزل کا اور احمدیت کے رستے میں جو حائل ہے وہ پھر احمدیت قبول کرنے کیلئے آمادہ ہوں گے جب ان کے تکبر ٹوٹ جائیں گے تو یہ رؤیا دراصل اسی کی تفسیر ہے کس طرح پہاڑ بُھرتے ہیں اور کس طرح وہ Level ہونے لگتے ہیں۔

تو ہو سکتا ہے آغاز Russia ہی کی طرف سے ہو کسی وجہ سے۔ ابھی تک تو دوستیاں ہیں۔ لیکن ظاہری دوستیاں ہیں حقیقی دوستی کوئی نہیں ہے کوئی ایسا واقعہ ہو جائے وہاں اندرونی انقلاب آجائے سخت گیر لوگ دوبارہ حاکم ہو جائیں کوئی اور ایسا واقعہ ہو جس کے نتیجے میں پھر وہ دھماکہ ہو جائے۔

تو یہ یقیناً ہونے والی باتیں ہیں جو آئندہ زمانے میں ہوں گی اور اللہ بہتر جانتا ہے ہم دیکھیں یا بعد میں لوگ آنے والے دیکھیں گے۔ لیکن انہوں نے مٹنا تو ہے ہی۔ یہ وہ آیت ہے جو اپنی جگہ الگ پیشگوئی فرما رہی ہے۔

پس جو بعد میں تم میں سے کوئی انکار کرے گا پھر میں اسے ایسا عذاب دوں گا کہ جب سے زمانہ بنا ہے کبھی کسی اور قوم کو ایسا عذاب نہیں دیا گیا اور واقعتاً جو Atomic War Fare جس میں Atomic (اٹامک بالائی فضا) Stratosphere ہو جاتا ہے Holocaust (آگ سے جانوں کا ضیاع) اس کا تو کوئی جواب ہی نہیں ویسی تو دنیا نے کوئی چیز دیکھی نہیں۔ مگر یہ جو خوشخبری ہے کہ احمدیوں کو اللہ بچانے گا رستہ رکھا ہوا ہے جس رستے سے وہ نکل جائیں گے انشاء اللہ۔ (الفضل ۱۲ر ستمبر ۹۸ء)

علوم کا دروازہ کھلنے کی رؤیا

حضور ایدہ اللہ نے ۲۴ر فروری ۱۹۹۵ء کو فرمایا۔

دس تاریخ کا جو جمعہ تھا اس میں میں نے جماعت سے یہ ذکر کیا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت کے مطابق میں بھی ہمیشہ طالب علم رہوں گا اور علم سیکھنے کیلئے میرے لئے کوئی عار نہیں ہے۔ آخری سانس تک علم سیکھنے کو اپنے لئے باعث افتخار سمجھوں گا۔ اور علم سکھانے میں بھی جو خدا توفیق دے گا کوشاں رہوں گا۔ اور ساری جماعت کو نصیحت کی تھی کہ آپ بھی ایسا کریں اور اس ضمن میں انسان انسان سے علم سیکھتا ہی ہے یہ تو رواج جاری ہے۔ میں بھی سیکھتا ہوں اس میں کسی قسم کے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ یہ اعزاز ہے کوئی تذلیل نہیں ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی ذکر کیا تھا کہ لیکن اس کے علاوہ بھی ایک مضمون ہے وہ علوم جو خدا آسمان سے دل پر اُتارتا ہے وہ آپ لوگوں سے سیکھے ہوئے نہیں ہیں۔ وہ اللہ دل پر نازل فرماتا ہے اور اس کی بے شمار مثالیں میرے ذہن میں ہیں کہ ایک خطبے کے لئے کھڑا ہوں بالکل خالی الذہن تھا، بالکل، اور اللہ تعالیٰ نے مضمون یوں شروع کر دیا جیسے بارش ہو رہی ہو یا بعض جگہ جا کے کسی مضمون پر اٹکا ہوں تو اچانک جیسے چابی سے کوئی دروازہ کھول دیتا ہے اس طرح اللہ تعالیٰ نے وہ مضامین نازل فرمائے بسا اوقات رؤیا کے ذریعے خدا تعالیٰ بڑے بڑے دلچسپ اور لطیف مضامین کھولتا ہے جس کو پھر میں آگے چلا دیتا ہوں۔ تو یہ جو میں نے ذکر کیا تھا۔ اس کی دیکھیں کیسی عجیب غیبی تائید ہوئی کہ دو دن بعد اتوار اور پیر کی درمیانی رات کو میں نے تہجد کیلئے اُٹھنے سے پہلے، صرف بمشکل ایک منٹ، کی رؤیا دیکھی ہے اور وہ رؤیا علوم کا ایک دروازہ کھولنے والی رؤیا تھی۔ آناً فاناً بہت سے علوم روشن کئے گئے جو پہلے اس سے جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے بیان نہیں ہوئے اور اس تعلق میں بیان نہیں ہوئے جس تعلق میں اللہ تعالیٰ نے مجھے سمجھائے۔ اور رؤیا ایسی ہے جو عام حالات میں میرے تصور میں بھی نہیں آسکتی کہ اس رؤیا کا کوئی دینی علوم سے اس طرح تعلق ہو گا میں ایسی بات سوچتا ہوں جو خواب میں آگئی بڑی واضح کھلے پیغام پر مشتمل Crisp جس کو کہتے ہیں نا بڑی چمکتی ہوئی رویا تھی تو اوّل سے آخر تک مضامین سے بھری ہوئی تھی اور جب ختم ہوئی ہے تو ایک عجیب لطف پیچھے چھوڑ گئی جو ایک نشے کا عالم تھا اور اس لطف کے دوران پھر وہ مضامین کھلتے رہے رویا ختم ہونے کے باوجود وہ مضامین جاری ہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل ۲۸ر جون ۱۹۹۶ء)

سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح
الرابع ایّدہ اللّٰہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کتاب

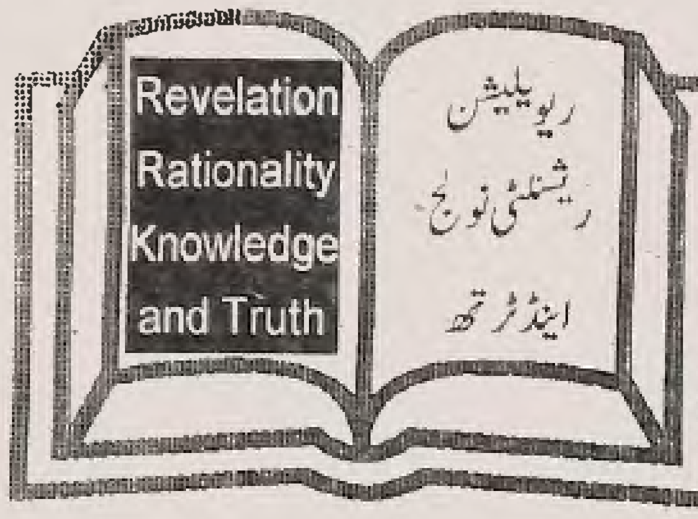

بہترین ٹائیٹل اور دیدہ زیب طباعت کے ساتھ منظر عام پر آچکی ہے۔ (صفحات 756)

...... ملنے کا پتہ ......

نظارت نشر واشاعت قادیان ضلع گورداسپور پنجاب (بھارت)

ٹیلی فون نمبر: 01872-70749 فیکس: 01872-70105

علم الابدان کی دُنیا کا ایک عظیم شاہکار

ہومیو پیتھی یعنی علاج بالمثل

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر دیئے گئے لیکچروں کا مجموعہ (صفحات 902)

...... ملنے کا پتہ ......

نظارت نشر واشاعت قادیان ضلع گورداسپور پنجاب (بھارت)

ٹیلی فون نمبر: 01872-70749 فیکس: 01872-70105

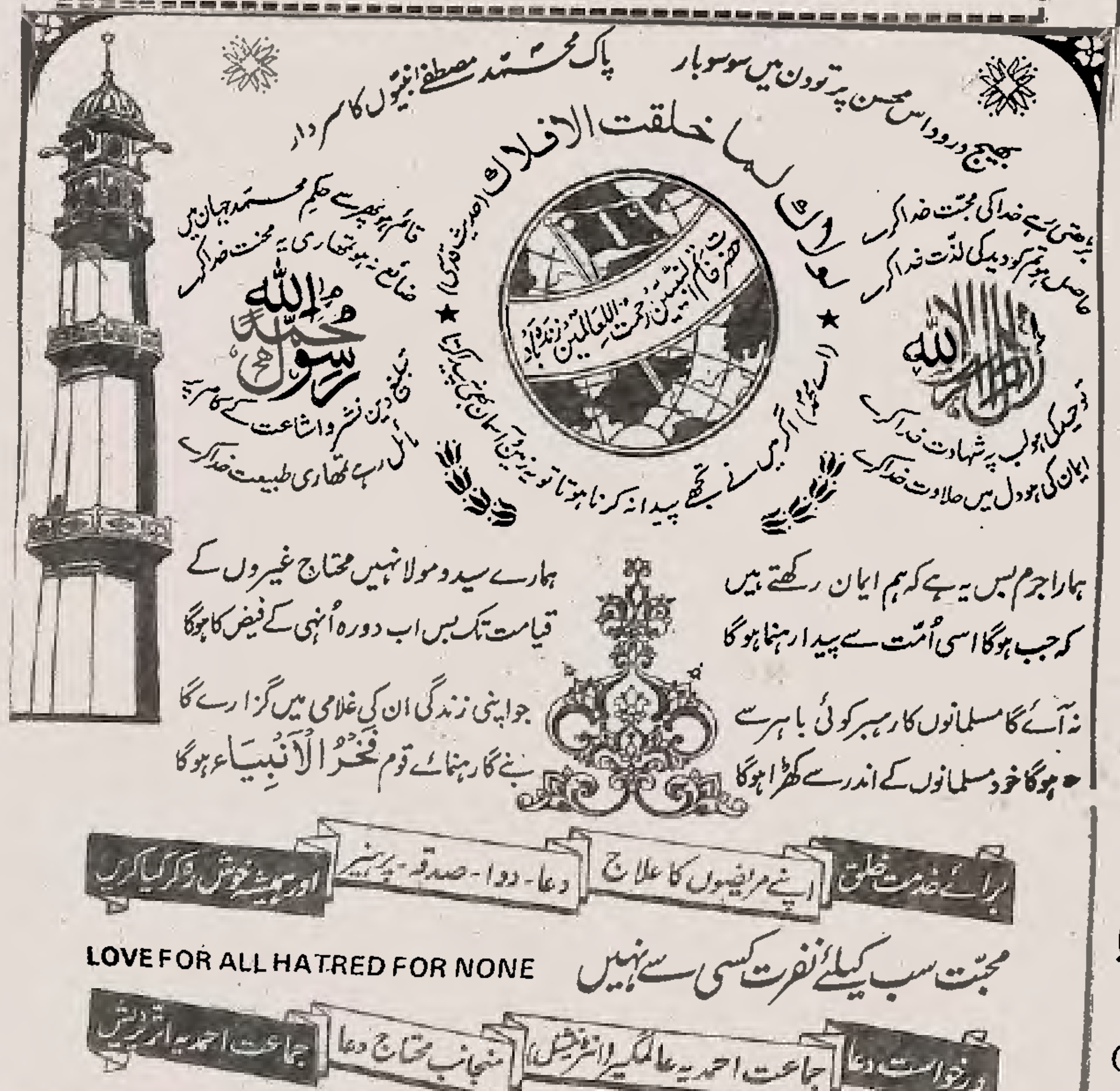

دُعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی — اسد محمود بانی
کلکتہ

BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072

SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236- 2096, 236 -4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

☎ (091) 01872-70757
FAX:(091) 01872-70105

Vol - 48 | Thursday, | 27 th May, 1999 | Issue No: 21

نصرت الٰہی

منظوم کلام سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے
وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خس راہ کو اڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
کبھی وہ خاک ہوکر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے
کبھی ہوکر وہ پانی ان پہ اک طوفان لاتی ہے
غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۱۴ مطبوعہ ۱۸۸۰ء)

آل آندھرا احمدیہ مسلم کانفرنس

مورخہ ۹۹-۶-۶ بروز اتوار منگاریڈی گوڑم ضلع ویسٹ گوداوری میں چوتھی آل آندھرا احمدیہ مسلم کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ احباب جماعت سے گذارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں کانفرنس میں شریک ہوں نیز درخواست دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے کانفرنس کو ہر جہت سے کامیاب فرمائے آمین۔

(صوبائی امیر آندھرا پردیش)

پنجاب وقف بورڈ کی کروڑوں کی جائیدادیں خرد برد

مطبوعہ خبروں کے مطابق پنجاب وقف بورڈ کے ایڈمنسٹریٹر مسٹر ظفر محمود اور چیف ایگزیکٹو افسر مسٹر محمد خالد خان نے بورڈ کے کورپٹ افسروں سے جو نرم رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ اس سے مسلمانوں میں تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ اور غصہ کی لہر پائی جا رہی ہے۔ ریکارڈ گواہ ہے کہ کورپٹ لوگوں نے وقف جائیدادوں کو خرد برد کرتے وقت مسجدوں اور قبرستانوں کو اپنا خاص نشانہ بنایا ہے۔ اور کروڑوں روپے کی وقف جائیدادیں خرد برد کر دی ہیں۔ اس دھاندلی کے بارے لوک پال پنجاب شری ایس ایس سوڈھی معاملہ کی باضابطہ سنوائی کے بعد ایک کورپٹ افسر کے خلاف اپنا فیصلہ دے کر ایکشن کیلئے مرکزی سرکار کو لکھ چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ اس کے علاوہ وہ جالندھر کے علاقہ کرتارپور میں بھی کئی کروڑ کی وقف اراضی خرد برد ہو چکی ہیں۔ امرتسر میں تقریباً ۱۲ قبرستان تھے۔ آج ایک بچا ہے۔ اس کیلئے بھی وہاں کے مسلمانوں کو بھاری جدوجہد کرنی پڑی۔ یہاں تک کہ انہیں عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑا۔ اسی طرح بورڈ کے کورپٹ افسروں نے جالندھر، لدھیانہ، ہوشیارپور، گورداسپور، سنگرور وغیرہ علاقوں میں بھی وقف جائیدادوں کو خرد برد کیا ہے۔ وقف بورڈ میں ہوئی دھاندلیوں کے بارہ میں قبل ازیں بھی متعدد خبریں شائع ہو چکی ہیں۔

جسم میں خون فراہم کرنے والی شریانوں کی تیاری ممکن

واشنگٹن (امریکہ) میں تحقیقی ٹیم کی سربراہ اور ڈیوک یونیورسٹی کی پروفیسر ڈاکٹر لورا لنکسن نے بتایا کہ جسم میں خون فراہم کرنے والی شریانیں تیار کی جا سکتی ہیں لیبارٹری میں تیار شریانوں اور اصل شریانوں میں فرق کرنا مشکل ہے یہ بالکل اصل سے مشابہ ہوتی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اس قسم کی شریانیں ایک مشین کی مدد سے تیار کی جا سکتی ہیں۔ جو دل کو بالکل اصل شریانوں کی طرح خون پہنچاتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اصل میں یہ تجربہ سور پر کیا گیا ہے۔ لیکن اس سے پتہ چلا ہے کہ دل کی بیماری کا شکار لوگوں کی شریانیں بآسانی تبدیل کی جا سکتی ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ایک دن ایسا آئے گا جب اس قسم کی لیبارٹری میں تیار شریانیں لوگوں کے دل کے بائی پاس آپریشن میں استعمال کی جا سکیں گی۔ اور پھر ڈاکٹروں کو ٹانگوں کی شریانیں استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ اس وقت کئی لیبارٹریاں ٹشو کلچر کے استعمال کے ذریعہ جسمانی حصوں کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔

داخلہ مدرسۃ المعلمین قادیان

احباب جماعت کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ یکم اگست 1999 کو مدرسۃ المعلمین کا نیا تعلیمی سال شروع ہوگا۔ خواہشمند تندرست نوجوان جو خدمت دین کا جذبہ رکھتے ہوں درج ذیل شرائط ملحوظ رکھ کر محترم امیر صاحب / محترم صدر صاحب جماعت کے توسط سے اپنی درخواستیں مطبوعہ فارم پر نظارت تعلیم میں ارسال کریں۔ مطبوعہ فارم امراء کرام اور صدر صاحبان سے حاصل کر سکتے ہیں۔

شرائط داخلہ

۱۔ امیدوار اپنی زندگی سلسلہ احمدیہ کیلئے وقف کرے۔
۲۔ ذہین و تندرست ہو۔
۳۔ کم از کم میٹرک پاس ہو۔
۴۔ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔
۵۔ عمر ۱۸ سے کم اور ۲۵ سال سے زائد نہ ہو۔
۶۔ غیر شادی شدہ ہو۔
۷۔ امیدوار اپنے تعلیمی و طبی سرٹیفکیٹ مع دو عدد فوٹو (سپورٹ سائز) یکم جولائی تک دفتر نظارت تعلیم میں ارسال کریں۔
۸۔ تحریری ٹیسٹ و انٹرویو میں معیار پر پورے اترنے والے امیدوار کو ہی داخلہ دیا جائے گا۔

نوٹ:۔

☆۔ قادیان آنے کیلئے اخراجات سفر خود برداشت کرنے ہوں گے۔
☆۔ ٹیسٹ و انٹرویو میں فیل ہونے کی صورت میں واپسی سفر کے اخراجات خود کرنے ہوں گے۔
☆۔ امیدوار قادیان آتے وقت موسم کے لحاظ سے کپڑے اور بستر اپنے ساتھ لے کر آئے۔
☆۔ امیدوار **15** جولائی تک قادیان ضرور پہنچے۔
☆۔ مقررہ تاریخ کے بعد کسی امیدوار کی درخواست قابل قبول نہ ہوگی۔

سلیبس

تحریری ٹیسٹ میٹرک کے معیار کا ہوگا۔ اردو۔ مضمون و درخواست۔ زبانی انٹرویو۔ تاریخ اسلام۔ معلومات عامہ۔

(نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان)

طالب دُعا: محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts, Leather
Ladies & Gents Bag, Jackets Wallets etc.
19A, Jawahar Lal Nehru Road
Calcutta- 700081 ☎ 2457153

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

STAR
☎ 543105
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER &
RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP, BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001